Volume I
No. 10

SP. 1-10-77 (E)
250

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, May 17, 1977

CONTENS

			PAGES
Leave of Absence	...	...	353
The Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding Bill, 1977—*Passed*	...	...	354

PRINTED AT THE DOGARSONS ART PRINTERS, 17—URDU BAZAR, LAHORE
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI.
Price : Paisa 50

Mr. Chairman : The leave is granted.

[Mr. Chairman]

THE PRICE CONTROL AND PREVENTION OF PRAFITEERING AND HOARDING BILL, 1977

Mr. Chairman : The Legislative Business before the House is the consideration of the Price Control Bill. It was under consideration yesterday when the House rose for today. How, we will continue the consideration of the Bill. Yes, Mr. Fakhar Zaman

(*Pause*)

Mr. Chairman : Leader of the House, what is this ? You are shouting.

راؤ عبدالستار (قائدایوان) : منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں اس لیے آپ سے درخواست کرتا ہوں ۔

Mr. Chairman : How can you and Mr. Fakhar Zaman decide between yourselves ? You will tell me that the Minister is not here.

راؤ عبدالستار : جناب والا ! خان صاحب جناب محمد حنیف خان بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کی ابتدا کردیں تو اچھا ہے ۔

Mr. Chairman : Oh, yes. That is quite all right. You can only draw my attention that the Minister had not yet taken the floor, and that the Minister is to start the discussion. Yesterday the motion was made by Mr. Hamid Raza Gilani.

Mr. Mohammad Haneef Khan (Minister for States and Frontier Regions and Kashmir Affairs) : If the honourable Minister has not explained, then I will do that.

Mr. Chairman : All right. Yesterday he made a motion, and we had not yet started consideration. Nobody had made any speech, and the House had said we defer it until this morning. So, as pointed out by the Leader of the House, the Minister should complete.

جناب محمد حنیف خان (وزیر ریاست امور ، سرحدی علاقہ جات و امور کشمیر) : اگر آپ مناسب سمجھیں تو ممبر صاحبان اس بل کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کر دیں اس کے بعد میں جواب میں تقریر کر دوں ۔ وہ زیادہ مناسب اور بہتر نہیں ہوگا ؟

جناب چیئرمین : وہ کہتے ہیں کہ پہلے منسٹر صاحب تقریر شروع کریں ۔

جناب محمد حنیف خان : مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ میں شروع کر دیتا ہوں ۔

Mr. Chairman : Complete the formality and only say two words.

Rao Abdus Sattar : All right, all right, Sir.

Mr. Chairman : You only say two wards, so that it may be said that the Minister has initiated the debate, and then I throw it open to discussion.

جناب محمد حنیف خان : جناب چیئرمین ! موجودہ قیمتوں کے کنٹرول کا بل جو اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے - آج کل اس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اور اس کی اہمیت ہمارے اس پس ماندہ علاقے میں موجودہ صورتحالات میں اور بھی زیادہ اجاگر ہو جاتی ہے جب کہ سیاسی فضا اتنی سازگار نہ ہو ، ملکی حالات اتنے پرسکون نہ ہوں اور سیاسی طالع آزماؤں نے معاشی غیریقینی صورتحالات پیدا کرنے کے لیے دن رات اپنی کوششوں کو وقف کر دیا ہو تو ایسی صورت میں ہر حال حکومت - ہر عوامی ذہن رکھنے والی حکومت اس بات کا ضرور خیال رکھتی ہے کہ کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ عوامی ضروریات کی چیزیں مناسب داموں پر عوام کو مل سکیں - جناب چیئرمین ! ہاؤس آرڈر میں نہیں ہے -

Mr. Chairman : What are your feelings, he is being formal.

Mr. Mohammad Haneef Khan : Habitually.

Mr. Chairman : I will request you Sahibzada Sahib, he feels disturbed.

جناب محمد حنیف خان : تو جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا بہر حال حکومت اور عوامی حکومت اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتی کہ عوامی ضروریات زندگی کی جتنی بھی اشیاء ہیں وہ مناسب قیمتوں پر عوام کو نہ ملیں - یہ تو اندرونی صورتحالات کے پیش نظر اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی - لیکن اس کے علاوہ جناب والا ! بین الاقوامی حالات کو بھی مدنظر رکھا جائے - تو اس صورت میں بھی جب کہ بین الاقوامی طور پر بھی اشیاء کی قیمتوں میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے اس بات کا احساس ہوا کہ حکومت اس طرف خصوصی توجہ دے - ایک تیسرا سبب یہ بھی ہے جناب والا ! کہ اگر پیداوار کم ہو اور اس کو استعمال کرنے والے زیادہ ہوں تو مقابلے کی صورت میں ضروریات زندگی کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں - وہ لوگ جن کے پاس زیادہ پیسے ہوتے ہیں اور جن کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے وہ تو چیزیں خرید سکتے ہیں

[Mr. Mohammad Hanif Khan]

مگر وہ لوگ جن کی آمدنی کم ہو وہ ان کو نہیں خرید سکتے اور وہ ہمیشہ ضروریات زندگی کی اشیاء سے محروم رہتے ہیں ۔ ان تین عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے یہ چیز ضروری سمجھی کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ ضروریات زندگی کی چیزیں جو عوام کے روز مرہ استعمال میں آتی ہیں ان کو اس طریقے سے کنٹرول کیا جائے اور ان کے لیے کوئی ایسا قانون بنایا جائے کہ لوگوں کو اتنی زیادہ قیمتیں نہ ادا کرنی پڑیں اور انہیں اپنی ضروریات زندگی کی چیزیں آسانی سے حاصل ہو سکیں ۔

اس موجودہ بل میں جناب والا ! جتنی چیزیں لکھی گئی ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے جناب والا ! کہ وزارت صنعت کے تحت ایک کنٹرول بورڈ مقرر کیا جائے گا جو کہ فیڈرل لیول پر فیڈرل منسٹر کے زیر قیادت اپنے فرائض انجام دے گا ۔ اس کے ساتھ متعلقہ صوبائی وزراء جو اس محکمہ کے ہیں اور اقتصادیات کے صوبائی اور مرکزی سیکرٹری اس بورڈ میں شامل کئے جائیں گے تاکہ وہ قیمتوں کے سلسلے میں فیڈرل گورنمنٹ اور صوبوں کے لیے راہنما اصول متعین کر سکیں اور روزمرہ کے حالات پر بھی کڑی نظر رکھ سکیں ۔ بورڈ یہ کوشش کرے گا کہ ایسی کوئی صورت حال پیدا نہ ہو کہ ضروریات زندگی کی وہ اشیاء جن پر کنٹرول کیا گیا ہے اس قانون کے ذریعے سے ان کی سپلائی میں کمی واقع ہو اور اگر وہ مارکیٹ میں وافر مقدار میں موجود ہوں تو کوئی ایسی صورت حال بھی پیدا نہ ہو کہ ان کی قیمت زیادہ وصول کی جائے اور لوگوں کو تکلیف ہو ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! اس ایکٹ کے ذریعے پیداوار کو باقاعدہ بنایا گیا ہے کیونکہ اگر پیداوار باقاعدہ ہو گی ، ضابطے کے مطابق ہو گی اور اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر پیداوار کو اگر زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے گا تو اس صورت میں بھی ایک کنٹرول ہے تاکہ اس کے ذریعے بھی قیمتوں کو اپنی مناسب سطح پر رکھا جائے ۔ اس کے علاوہ اور بھی ایسے اقدامات کئے گئے ہیں جو کہ اس پرائس کنٹرول سے غیر متعلقہ ہیں لیکن معزز ممبران کو سمجھانے کے لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ دوسرے متعدد اقدامات اٹھائے گئے ہیں مثلاً یوٹیلیٹی سٹورز میں اضافہ

کیا گیا ہے سو سے زیادہ یوٹیلیٹی سٹورز کھولے گئے ہیں مارکیٹ کو کنٹرول کرنے کے لیے ، اسی طرح سے روٹی پلانٹ لگائے گئے ہیں تاکہ غریب عوام کو روٹی مل سکے - تیار شدہ ملبوسات بھی گورنمنٹ بنا رہی ہے تاکہ عوام کو ان کی ضروریات کے مطابق روز مرہ کی ضروریات کے کپڑے صحیح داموں پر اور وافر مقدار میں میسر آ سکیں - یہ چند عوامل تھے جو میں عرض کر چکا ہوں اس کے علاوہ جناب والا ! یہ بل ہی کافی نہیں ہوگا معزز ممبران اس بات سے بخوبی آشنا ہیں کہ کوئی قانون اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ عوام اس کے ساتھ تعاون نہ کریں اور قانون اسی صورت میں کامیاب ہوتا ہے یا اسی صورت ہی قانون کو کامیاب کہا جا سکتا ہے جب کہ وہ عوام کی خواہشات اور عوام کی امنگوں کے مطابق ہو - ان کی تکلیف رفع کرے اور ان کی خوشحالی میں اضافہ ہو یہ قانون ان کے ہاتھ میں ایسا ہتھیار ہوتا ہے جسے وہ سمجھیں کہ یہ ان کے مفاد میں ہے ، ملک کے مفاد میں ہے ، عوام کے مفاد میں ہے - تو اس قانون میں ایک ایکٹ میں ایسی صورت حال پیدا کی گئی ہے کہ عوام زیادہ سے زیادہ اس سے آشنا ہوں اور عوام زیادہ سے زیادہ اس قانون کو اپنی بہتری کا قانون خیال کریں اور اس کے ساتھ تعاون کریں - شکریہ -

Mr. Chairman : Mr. Fakhar Zaman. He was the first to rise.

Mr. Fakhar Zaman : Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman, Sir, escalation in prices is partly due to international inflationary trends and partly due to indigeneous market conditions. Whereas I feel that the present Bill is a welcome step towards the stabil zation of prices in the country, nevertheless I feel also that unless some radical changes occur in the economic structure of the country, mere efforts through administrative actions cannot be quite successful. I have read the Bill, and taking into account the Schedule which contains 53 items, quite a number of items therein are those which come under public sector, and we have seen that certain agencies and certain organizations which have been na ionalised recently are probably not quite efficient in the supply of consumers goods and their effective distribution in the markets. So, I think something very solid and substantial should also be done to look into the affairs of the nationalised agencies who are responsible to quite a great degree for the prices, high prices that are in the market.

And one thing more which lastly I would like to sug gest is tha vigilance committees at ward level in the cities or union committeest

[Mr. Fakhar Zaman]

or union councils which are now defunct, but all the same they are still there, should be formed and representatives of public opinion, representing different shades of opinion, influentials in the rural areas and the urban areas, should be included alongwith represetatives of the controlling authorities so that proper check could be made over the prices, high prices, and such cases of profiteers, hoarders and black-marketeers could be expeditiously brought to the notice of the inspecting agencies, and I further suggest that the entire inspection system, which would be under the Controller of Prices, should be decentralized right down to the grass route level set for the participation of the people, because some times prices are very high in a locality and probably the inspection cell does not know and there should, therefore, be some feed back from the public also, some communication directly to the inspecting agencies, so that the spiral of prices could be checked in time. And with these few words, I support the Bill. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Chawdhry Mohammad Ashraf.

Then I will call upon Sardar Mohammad Aslam, and then Maulvi Sahib and then Mohammad Salim Khan.

چوہدری محمد اشرف : حضور والا ! قائد عوام نے منسٹر صاحب کو قیمتیں کم کرنے کے لیے جو کہا ہے یہ قیمیں، کم کرنے کا جذبہ قابل قدر ہے اور عوام کے ساتھ محبت کی ایک نشانی ہے کیونکہ اس وقت قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں ۔ عوام جن کی آمدنی مختصر ہے اس کے مقابلے میں یہ قیمتیں بہت زیادہ ہیں ۔ اس بل میں جو چیزوں کے نام رکھے گئے ہیں مجھے یہ سمجھ نہیں آتا ۔ ٹریکٹر شاید یہ غلطی سے اس پرائس کنٹرول کی لسٹ میں آ گیا ہے اور Lubricants and Grease all sorts ان کی پہلے ہی قیمتیں مقرر ہیں ۔ سیمنٹ کی بھی قیمت مقرر ہے ۔ وائٹ شوگر کی بھی قیمت مقرر ہے ۔ سگریٹ اور مٹی کے تیل کی بھی قیمتیں مقرر ہیں تو اس سے کہیں یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ان تمام چیزوں کی سپلائی کنٹرول ہو گئی ۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ پاکستان بننے سے پہلے اور پاکستان بننے کے بعد بھی جن چیزوں پر جتنا زیادہ کنٹرول گیا ہے اتنا ہی وہ ناپید ہو جاتی رہی ہیں ۔ جس زمانے میں آپ ون یونٹ میں تھے اور چینی پر جب کنٹرول کھلا تھا تو لوگوں نے دعائیں مانگی تھیں کہ اس حکومت نے چینی سے کنٹرول ہٹا کر ہماری ضروریات اور امنگوں کو پورا کیا ہے ۔ دیہاتوں میں لوگ دعائیں دیتے تھے ۔ تو میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ جس چیز کا کنٹرول ریٹ مقرر

کیا جاتا ہے وہ بازار میں ناپید ہو جاتی ہے - اس سے لوگوں کو دقت پیش آئے گی - اس پر منسٹر صاحب اور کمیٹی کو نظر ثانی کرنی چاہئے کہ اس سے کہیں غلط رویہ عوام میں ہمارے لیڈر اور پارٹی کے خلاف تو پیدا نہیں ہو گا اور ہماری پارٹی سے لوگ ناراض تو نہیں ہو جائیں گے - میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں - یہ نہیں ہے کہ میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں بہرحال یہ میری تجویز ہے کہ یہ قیمتیں مقرر ہونی چاہیئیں لیکن بازار میں جو تاجر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور ساہوکار جو آپ کے مخالف ہیں وہ اس کو کہیں ایک ایسا حربہ تو نہیں بنائیں گے جس سے حکومت بدنام ہو - شکریہ -

جناب چیئرمین : شکریہ - یس سردار اسلم -

سردار محمد اسلم : جناب چیئرمین ! موجودہ بل جو اس وقت ایوان میں زیر غور ہے ان کا عنوان ہے

To provide for price control and prevention of profiteering and hoarding.

یہ قیمتوں پر کنٹرول رکھنے اور ذخیرہ اندوزی کے انسداد کرنے کا بل ہے - موجودہ حکومت نے معاشی حالات اور سیاسی حالات کو دیکھتے ہوئے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے کہ قیمتوں میں توازن ہونا چاہیے اور تاجر پیشہ لوگ جو ان ضروریات زندگی کی چیزوں کی تجارت کرتے ہیں ، کو اپنی من مانی کرنے کا موقع فراہم نہیں ہونا چاہیے - لیکن اس کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ معاشی مسائل کا حل بھی معاشی طریقے سے ہوتا ہے اگر ہم پیداوار میں اور اس کے خرچ میں توازن نہ رکھیں گے تو ایڈمنسٹریٹو کنٹرول یا ایڈمنسٹریٹو آرڈر سے قیمتوں میں توازن برقرار رکھنا شاید ممکن نہ ہو - جب تک پیداور اور آگے اس خرچ کو نہ دیکھیں کہ جس طرح وہ استعمال ہوتی ہے جب تک ان کا آپس میں توازن نہ ہوگا اور چیزیں خرچ کے مطابق مارکیٹ میں نہیں آئیں گی - ایڈمنسٹرپٹو آرڈر سے قیمتوں میں توازن رکھنا مشکل ہوگا - اس وقت جو موجودہ قانون زیر بحث ہے وہ ایسنشل کموڈیٹیز ایکٹ کا متبادل ہے - جس کے ذریعے اس قانون کو نہ صرف ریپیل کیا جارہا ہے بلکہ تقریباً تقریباً اس کے ساتھ ماسوائے چند ایک تبدیلیوں کے اسی قسم اور اسی طرح

[Sardar Mohammad Aslam]

کا یہ قانون ہے لیکن اس قانون کے لانے سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ موجودہ جو قانون رائج تھے فوڈ اسٹف آرڈیننس ایسنشل کموڈیٹیز ایکٹ یا دوسرے قسم کے قوانین جن کے تحت قیمتیں مقرر کی جاتی تھیں وہ موثر ثابت نہیں ہوئے ہیں ۔ اس قانون کے شیڈول میں جتنی چیزیں دی گئی میں ان سے اکثر ایسی چیزیں ہیں جو پروڈیوس ہی پبلک سیکٹر میں ہوتی ہیں اور نہ صرف ان کی پیداوار پبلک سیکٹر میں ہوتی ہے بلکہ پیداوار سے لے کر کنزیومر کے پاس پہنچنے تک وہ ایک چینل کی صورت میں ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اشیاء مقررہ قیمتوں سے کئی گنا زیادہ قیمت پر فروخت ہوتی ہیں باوجود اس کے کہ قوانین موجود ہیں لیکن شاید قانون پر عمل درآمد کرانے والی ایجنسیاں کچھ مصلحتوں کے تحت ، کچھ مجبوریوں کے تحت ان پر کنٹرول نہیں کراسکیں ۔ آپ سیمنٹ کی مثال لے لیجئے ۔ سیمنٹ پبلک سیکٹر میں پروڈیوس ہوتا ہے اور اس کی پروڈکشن صوبوں اور ضلعوں کے انتظام کے تحت ہے اور وہ آگے جاکر تقسیم ہوتا ہے اور آج کل تو وہ بغیر پرمٹ کے بھی نہیں ملتا ہے جب کہ اس کی مکمل طور پر تقسیم گورنمنٹ کے قبضے میں آچکی ہے ۔ اس ڈسٹربیوشن کنٹرولڈ ہے پھر بھی اگر کوئی آدمی پینتیس روپے فی بوری سیمنٹ خریدنا چاہے تو اس کو جتنا وہ چاہے سیمنٹ مل سکتا ہے ، لیکن کنٹرول قیمت پر نہیں مل سکتا ۔

جہاں تک ڈسٹریبیوشن کا تعلق ہے کیونکہ یہ اس پر عملدرآمد اپنی ایجنسیوں سے کروائیں گے اس لیے میں ان کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ ڈسٹری بیشن کی کی ایجنسیاں یا وہ ایجنسیاں جو قیمتوں پر کنٹرول رکھتی ہیں یا ضروریات زندگی پر کنٹرول رکھتی ہیں ان کی کارکردگی جناب اس طرح کی ہے ۔ اگر اس دفتر میں جس دفتر میں ضروریات زندگی خریدنے کےلیے پرمٹ ملتے ہیں ، اگر اس دفتر میں کسی کلرک کے ساتھ آپ کا انفلیونس ہے تو آپ وہ چیزیں لے سکتے ہیں اگر آپ کا وہاں انفیونس نہیں تو آپ کو خواہ اس چیز کی کتنی بھی ضرورت کیوں نہ ہو آپ وہ چیز نہیں لے سکتے ۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ۔ ایک شخص کو اپنے والد کی قبر کے لیے پانچ بوریاں سیمنٹ چاہیے تھا ۔ اس نے سیمنٹ کے لیے درخواست دی تو اس کو یہ جواب دیا گیا کہ دو بوری سیمنٹ تم اس مہینے لے لو اور دو

اگلے مہینے اور اس کے بعد ایک بوری سیمنٹ اس سے اگلے مہینے لے لینا لیکن اس شخص نے پانچ بوری سیمنٹ پھر خرید لیا اسی طرح سے جناب والا ! آپ چینی کی مثال لے لیں ۔ چینی کی پروڈکشن نیشنلائز ہے چینی کی قیمت چار روپے فی سیر مقرر کی گئی ہے اور تمام پاکستان میں ہر آدمی چینی استعمال کرتا ہے کوئی ایسا شخص نہیں جسے چینی نہ ملے کوئی ایسا شخص نہیں جو چینی نہ استعمال کرتا ہو لیکن وہی چینی بازار میں ساڑھے چھ ، سات روپے سیر بکتی ہے اور انہی ایجنسیوں سے وہ لیک آوٹ ہوتی ہے جیسا کہ مولانا صاحب نے کل ہاؤس میں فرمایا تھا کہ صرف قانون سے عملدرآمد نہیں ہوتا اور قانون سے معاشرہ ٹھیک نہیں ہوتا لیکن قانون معاشرے کو ٹھیک کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے اور مدد کرسکتا ہے ۔ جب تک کہ قانون پر عمل درآمد نہ ہو قانون کی اپنی عملداری نہ ہو قانون استعمال کرنے والی ایجنسیاں اور قانون پر عملدرآمد کرانے والی ایجنسیاں اس پر عملدرآمد نہ کرائیں تو میرے خیال میں قانون بیکار ہوجائے گا ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ یہ قانون اچھا ضرور ہے لیکن اس میں مختلف ، اوور لیپنگ اس قسم کی ہوتی ہے ۔ پہلے بھی ایسنشل کموڈیٹیز ایکٹ کے تحت مرکزی حکومت کے مشورے سے قیمتیں مقرر کرتی تھی لیکن تحصیلوں میں ایس ڈی ایم اپنی مرضی سے دفعہ ۱۴۴ ، جس کا کہ ان کو اختیار ہے ، نافذ کردیں گے اور یہ صرف اپنے نمبر بنانے کے لیئے نافذ کر دیں گے اور رپورٹ بھیج دیں گے کہ جناب ہماری سب ڈویژن میں قیمتیں ٹھیک ٹھاک ہیں وہ دوسری سب ڈویژن کی طرف نہیں دیکھیں گے کہ وہاں کا کیا حال ہے ۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ پاکستان کی ہر سب ڈویژن ہر ضلع دلیا کی ہر چیز خود پیدا کرے اور خود کفیل ہو اور کسی ایک ضلع کی چیز دوسرے ضلع میں نہ جائے ۔ یا ایک تحصیل کی چیز دوسری تحصیل میں نہ جائے ۔ اس لیے چیزیں آتی جاتی رہتی ہیں ۔ اس میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو زراعت سے تعلق رکھتی ہیں اس کی قیمت مقرر کرنا جو ہے وہ کم سے کم میں سمجھنے سے قاصر ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ چونکہ جیلانی صاحب خود تو موجود نہیں ۔ لیکن وزیر برائے امور کشمیر اس بل کو پائیلٹ کر رہے وہ شاید ہمیں اطمینان دلا دیں ۔ کیونکہ زرعی پیداوار کے بہت سارے عوامل ہوتے ہیں اس میں انسانی محنت ، زمین کی نشنلائزیشن اور پھر کچھ قدرتی امداد بھی اس میں ہوتی ہے اور پھر اس میں اکثر

[Sardar Mohammad Aslam]

ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو پیریش ایبل آئیٹمز ہوتی ہیں اور اس کا انحصار ذرائع نقل و حمل اور مارکیٹ پر ہوتا ہے اگر ہمارے یہاں کچھ سبزی پیدا ہوتی ہے اور اگر ان دنوں ٹرک والے فارغ ہیں تو وہ سو یا ایک سو بیس روپے میں بھی اس سبزی کو لاہور لے جانے پر تیار ہوں گے لیکن اگر ٹرک والے فارغ نہیں ہیں ان کا بزنس چل رہا ہے تو وہ سات سو بلکہ ایک ہزار روپے پر بھی سبزی لاہور لے جانے پر تیار نہیں ہوں گے ۔ تو یہ فیکسیشن آف پرائیس شاید پوری طرح کام نہ کرسکے ۔ اسی طرح سے جناب والا ! کچھ چیزوں کی قیمتوں کا تعلق سیزن کے ساتھ ہے اور سیزن کی وجہ سے ان کی قیمتوں میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے اور ان کو پروڈیوس کرنے والے جو کسان جب اس کو پروڈیوس کرتے ہیں تو وہ ان میں توازن رکھتے ہیں ۔ وہ کوشش کرتے ہیں کہ اگر اس موسم میں ان کو نقصان اٹھانا پڑا ہے موسم میں تو دوسرے اس نقصان کو پورا کرلیں لیکن اسی طرح قیمتیں مقرر کی جائیں گی تو ھائیسٹ قیمت تو جناب مقرر ہو جائے گی کہ اس سے زیادہ قیمت پر کوئی فروخت نہیں کرسکتا لیکن جب قیمتیں گر جائیں گی تو ان کو نقصان سے بچانے کے لیے کیا گارنٹی ہوگی ۔ مثلاً اگر گورنمنٹ ایک چیز کی قیمت پانچ روپے فی سیر مقرر کرتی ہے اور اس پر چار روپے فی سیر لاگت آتی ہے تو جب وہ تین روپے یا ڈھائی روپے فی سیر فروخت ہوگی تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ان کو نقصان سے بچایا جائے گا اور اگر ان کو نقصان اٹھانے سے نہیں بچایا جا سکے گا تو اس چیز کی سرکولیشن بند ہوجائے گی ۔ کسان آئندہ وہ فصل اگانی بند کر دے گا اور اس فصل کی قیمت پر پانچ دس گنا زیادہ ہوجائے گی ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس قانون کو جس اچھی نیت سے ، خلوص سے اور ایک اچھے کام کے لیے بنایا گیا ہے اس کو ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے اسی طرح کی محنت کے ساتھ ایمپلیمنٹنگ ایجنسیوں پر بھی کنٹرول رکھا جائے ۔ انہیں صرف صوبائی حکومتوں سے مشورے تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ کنٹرول پر عملدرآمد کرانے والی ایجنسیوں کو کنٹرول کیلیے مکمل اختیار دے دیئے جائیں ۔ ان کو جب تک آپ ایڈمنسٹریٹو پاور نہیں دیں گے ۔ اس وقت تک یہ غیر مؤثر ہو کر رہ جائے گا ۔ میں ان گزارشات کے ساتھ

اس بل کی تائید کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ ان ایمپلیمنٹنگ ایجنسیوں پر عملدرآمد کرائیں گے ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ میرے پاس تقریر کرنے کے خواہشمند اراکین ایوان کے نام آنا شروع ہوگئے ہیں ۔ جس طرح آپ فیصلہ کریں گے میں اسی طرح کروں گا اگر آپ نام بھیجنا چاہتے ہیں تو بھیج دیں یا جن صاحب کو میں اٹھتا ہوا دیکھوں ان کو تقریر کرنے کی اجازت دے دوں یا آپ کا نام فہرست کے مطابق پکاروں ۔ یس مسٹر علی محمود ۔

(Interruptions)

Mr. Chairman : You please help me Mr. Leader of the House and the Law Minister. You see, I have now been receiving these names, and some of them have not sent their names. Should I invite them who have sent their names ?

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, the former practice was that any Member who got up first was given the chance first.

Mr. Chairman : If you are in my Chair, you will face the same difficulty, because ten Members stand up at the same time. How can I differentiate ?

Mr. Afzal Khan Khoso : We rely upon your judgement.

Mr. Chairman : Sometimes three four, five or seven Members stand up at the same time, and it is very difficult to determine who stood up first.

Mr. Mohammad Haneef Khan : You are an old parliamentarian, and you know very well, Sir, that in such cases the word 'to catch the eye' is used. Whosoever catches your eye first, you may call upon him to speak.

Mr. Chairman : Sometime my eye may commit a mistake. I may be looking at this side and some gentleman may stand up on the other side, and he may not be able to catch my eye. It may be a mistake of my eye.

چلو جی کچھ کر لیتے ہیں ۔

Yes, Mr. Ali Mahmood .

Mr. Ali Mahood : Mr. Chairman, Sir, the importance of this Bill, the importance of this problem was made only too apparent by the last elections in which rising prices was the major line of attack of the Opposition, and particularly in cities where the political problem exists today and where the rising prices were the main grievance of the population particularly the lower classes, the labour classes and the middle classes. The purpose, the objectives and the reasons of the Bill are very praiseworthy. We would all like to see reasonable prices. We would all like to see prices coming down but as has been pointed out in the earlier speecnes a Bill of this type can only be one weapon in the struggle against inflation and in the effort to increase production and to bring about a reasonable econony The criticism levelled against this Government, the major criticism, has been that the economic performance has not been as good as could have been desired. This has been a major line of talk of critics of this Govermnent. Therefore, with regard to prices, with regard to inflation and with regard to production, we must not only pass Bills such as these but also make sure that Government palicies are realistic and do really try to tackle the prablem. Clause 3, of this Bill talks of fair prices. We would all like to see fair prices. But what are fair prices ? If one just takes a random article and a random commodity from the long list, a motor car, this price has already been fixed by the Government or by the BIM. Motor cars are sold at a controlled price. Is the price that has been fixed a fair price ? Is the controlled price existiong today a fair price ? You might say yes. But then again, is it fair for a labourer in Pakistan ? If he saves total salary for ten years, he would hardly be able to buy a motor car at today's prices, whereas his brother or son who might be working in Saudi Arabia could buy the same, the second-hand car, with one month salary, which is fair ? So, in fixing fair prices we must realise that what is fair to the seller may not be fair to the buyer and what may be fair to the man who grows the potatoes may not be fair to the man who has to eat the potatotes. In fixing the price of such sensitive an item perhaps to include in such decision-making, elements or representatives of trade, industry, rural production, consumers, economists, perhaps by including the joint opinions of all such groups, could we try to reach prices which are fair not only in the sense of satisfying immediate consumption demands, but which are also fair to all in the sense of permitting an attempt for economic growth, growth of production and permitting an attack on inflation, because it has regularly been seen not only in Pakistane but in all developing countries that direct control measures such as these often just mean increased opportunities for corruption. Every new law often just means a new batch of people who take bribes for helping people to disobey and get round the law. It has been found, even though som econmists have reluctantly admitted that indirect controls are more productive, perhaps more relevant, for countries such as ours

where we do not have sufficient cadres to ensure honest and efficient implementation of direct control which try to regulate ecoemic life. Prhaps, it is a coincidence, but definitely it woull be an unhappy coincidence that those few items mentioned in the Schedule, those few commodities mentioned in the Schedule, which already have prices fixed by the Government such as cement, cars, marine engines, etc, are all selling in the black market and whenever we try to fix the prices, all we do is to create a more active black markelting. So, though direct control measures such as these can definitely be helpful at times of crisis, they can be helplful as short-term measures. But, at times when the consumption resistence is low particularly at times when due to nervousness or lack of security, people are prepared to buy at prices which may not seem reasonable from a long term point of view, nevertheless the policy attack, the real attack, the attack against inflation must be to step up production, as prices obviously will settle round because of production in the first place and supply-demand balances in the second place. Where you constantly have more money, chasing fewer goods, prices are going to go up no matter what legislation we introduce. Very recently we have seen salaries raised. We have seen the salaries raised some years back There was a very solid demand on the part of labourers that raise our salaries, raise our salaries. Middle class wanted their salaries raised and this Government has gone farther than any government in raising salaries, particularly of labourers. Then, today we see the labourer is not totally satisfied by rise of salaries, because they have diseovered perhaps to their astonishment or definitely to their disappointment, that if you raise salaries without increasing production, you pump extra money into the market to buy the same amount of good and, thorefere, the prices will naturally go up. Now, has the recent rise in prices been occasiwned by an increase of production or is it in the hope of increase of future production ? Because if this rise of prices is not matched by any increase of production, then without any doubt, these measures, laws such as this which we are passing today, will be totally ineffective. So, the Government must ensure that they push policies to take this surplus money which is doing nothing except just going into consumption trend, even luxury trends. They must take that money and try to push it towards productive enterprises, whether in persuading businessmen putting up factories rather than going in speculation or whether in persuading middle-class to invest in shares rather than in just setting up consumption or buying items which they feel are likely to increase in prices a few years later. So, just to pass laws in the hope that they will be obeyed, is not to be realistic. We must recognise that the real malady is inflation and the only solution to inflation is to push money towards production, to push human endeavours towards production, to persuade

[Mr. Ali Mahmood]

labourer to be more productive in his daily bahaviour in factories, to persuade businessmen and to persuade farmers to channelise moneys into fields of production rather than into fields of speculation and into security, property, investment, etc. We can only direct moneys and people and people's behaviour in these patterns, and in theses ways if we recognise that incentives are the only way to persuade human-beings to behave in courses of action which they realise will pay them dividends, Laws like this which emphasise punishment rather than incentives can at best be only considered short-term measures and not middle-term and longer term. It must be through incentives and not through deterrence that we seek to tackle problems such as this, that we seek to bring prices down, that we seek to persuade people who at present are investing their time and money in speculation into investing their time and money in production because production would then give them a better return and more fulfilling life. Thank you, Sir.

Mr. Chairman : There are certain gentlemen who are sending their names. I may inform the House that there is a large number of prospective speakers. So, I have again to put some limitation on the speeches, because there are a large number of speakers. If you want to finish it today then we have to impose the time limit.

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, I have not sent my name. So, if I may be allowed, I will speak for a five minutes.

Mr. Chairman : Your name is there. Yes, Nr. Feroze Din Ansari ?

میاں فیروز دین انصاری : جناب چیئرمین ! یہ بل جو آج اس ہاؤس کے سامنے پیش ہو رہا ہے -

جناب چیئرمین : آپ صرف پانچ منٹ بول سکتے ہیں -

میاں فیروز دیں انصاری : میں جناب صرف ایک آئٹم لوں گا -

جناب چیئرمین : ایک آئیٹم پر تو آپ دو گھنٹے بھی لے سکتے ہیں -

میاں فیروز دین انصاری : میں جناب صرف آئیٹم پر بولوں گا کیونکہ یہ بہت ھی اہم ہے اور وہ ہے سوت اور کپڑے کی کیونکہ زراعت کے بعد سب سے بڑی صنعت ٹیکسٹائل کی ہے - یہ ہماری بدقسمتی سمجھیئے کہ ۱۹۵۱-۵۲ء میں جب ٹیکسٹائل ملوں کے اجراء کا منصوبہ بنایا گیا تو اس میں ایک بنیادی غلطی

یہ ہوئی کہ کاتنے اور بننے دونوں کی اجارہ داری ٹیکسٹائل مل مالکان کو دے دی گئی اور یہ نہ سوچا گیا کہ ایسا کرنے سے اس ملک کے لاکھوں خاندان جن کا تعلق اس گھریلو صنعت پارچہ بافی سے تھا وہ بے کار ہو جائیں گے چنانچہ جناب نہیں ہے اس صنعت کو تباہ کرنے کے لیے سوت کی قیمتوں کو بڑھا چڑھا کر ان کو سپلائی کیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس ملک میں شور و غوغا برپا ہوا اور یہ صنعت تباہی کے کنارے پہنچ گئی اور لوگ بھوکے مرنے لگے - چنانچہ ۱۹۵۵-۵۶ء میں مرکزی حکومت نے ایک شیکٹ فائنڈنگ کمیٹی بنائی تاکہ وہ معلومات حاصل کرے کہ یہ جو بے کاری پیدا ہو رہی ہے اور یہ جو گھریلو صنعت تباہ ہو رہی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں - چنانچہ سید حسین امام صاحب کو اس کمیٹی کا چیئرمین نامزد کیا گیا جنہوں نے سارے ملک کا دورہ کیا اور ایک بڑی جامع رپورٹ لکھی جسے انہوں نے ایک کتابچے کی شکل میں شائع بھی کیا لیکن بدقسمتی یہ ہوئی کہ اس کے فوراً بعد یعنی ۱۹۷۷ء میں انہوں نے رپورٹ پیش کی اور ۱۹۵۸ میں ایوب خان کا مارشل لاء لگ گیا۔

(اس مرحلہ پر جنب ڈپٹی چیئرمین کوسی صدارت پر متمکن ہوئے)

فیروز الدین انصاری : اور وہ رپورٹ جو اس انڈسٹری کے لیے ایک عظیم الشان رپورٹ بھی ردی کی ٹوکری کی نظر ہو گئی اور آج تک اس انڈسٹری کا کوئی پرسان حال نہ رہا - جناب والا ! اس کے بعد مل مالکان میں من مانی کرتے رہے - سوت مہنگے داموں مہیا کرتے رہے اور جناب ایک اور بات ہے کہ ٹیکسٹائل ملوں میں جو پاور لومز لگی ہوئی ہیں وہ خود کار پاور لومز ہیں یعنی ایک مزدور سولہ سترہ پاور لومز کو کنٹرول کرتا ہے اور آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی میں چار سو گز کپڑا بنا کر مل مالک کے سپرد کرتا ہے لیکن جو گھریلو صنعت کار ہیں، جنہوں نے اپنے گھروں میں لومز لگائی ہوئی ہیں اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس وقت جناب والا ! اس ملک میں ۶۰ ، ۷۰ ہزار پاور لومز ایسی ہیں جو لوگوں نے گھروں میں لگا رکھی ہیں - یہ گھریلو صنعتیں لائل پور ، ملتان ، گوجرانوالہ ، جلالپور جٹاں ، حیدر آباد ، کراچی ، پشاور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی ہیں - آپ یقین کیجئیے کہ ۶۰ ، ۷۰ ہزار پاور لومز ایسی ہیں جو چل رہی ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ آج

[Mian Ferozuddin Ansari]

سے چھ سال پہلے یہ پاور لومز جو کہ تیرہ چودہ ہزار روپے فی لوم کے حساب سے لوگوں نے خریدی تھیں آج اس انڈسٹری کا اتنا بحران ہے کہ ان پاور لومز کا لوہا ۹۰ روپے فی من کے حساب سے بک رہا ہے ۔ آج وہ پاور لومز ۱۱ ، ۱۲ سو روپے کے حساب سے بک رہی ہیں اور یہ بے کاری پیدا ہو رہی ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ جب سید حسین امام صاحب کی رپورٹ آئی تھی تو مرکزی حکومت نے کپڑے اور سوت کی قیمتوں کا تعین کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی لیکن وہ کمیٹی زیادہ دیر تک نہ چل سکی ۔ ایوب خاں کا مارشل لاء آگیا اور جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا اور آپ کی وساطت سے متعلقہ وزیر صاحب جو کہ آج موجود نہیں ہیں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان لاکھوں افراد کو جو کہ اس گھریلو صنعت پارچہ بانی سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کا ذریعہ معاش یہ صنعت ہے ان کو بھوک، اور بے روزگاری سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مرکزی لیول پر ایک پرائس فکسیشن کمیٹی مقرر کی جائے جس میں حکومت کے نمائندے ہوں ، ٹیکنیکل آدمی ہوں ، مل مالکان کے نمائندے بھی ہوں اور پبلک یعنی صارفین کے نمائندے اور پاور لومز انجمنوں کے نمائندے بھی ہوں اور سب کی نمائندگی مساوی ہو ۔ اس طرح ان کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے تاکہ یہ بورڈ سوت اور کپڑے کی قیمت مقرر کرے ۔ پیداوار کی لاگت بڑھائیں ، اس کے بعد مل اونرز کا منافع اس میں شامل کریں پھر ڈیلر کا کریں اور اس کے بعد ریٹیلر کا منافع مقرر کریں تاکہ یہ انڈسٹری چل سکے اور مل اونرز کا یہ گھریلو صنعتوں والے لوگ مقابلہ کر سکیں ۔

جناب والا ! پہلے مل مالکان کئی قسم کے گھپلے کرتے تھے ، انکم ٹیکس بچاتے تھے ، ایکسائز ڈیوٹی بچاتے تھے ۔ انہوں نے اپنے ڈیلروں کے ذریعے لاکھوں روپے کمائے ۔ وہ پہلے لاکھوں روپے نفع کماتے تھے ۔ آج کل چونکہ وہ روئی کاٹن ٹریڈنگ کارپوریشن سے لیتے ہیں اس لیے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت ہم سے حساب لے گی کہ تم نے دس ہزار گانٹھ روئی خریدی تھی اس میں سے تم نے کتنا سوت تیار کیا اور کتنا کپڑا تیار کیا اس کا حساب دو ۔ تو اب انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اپنے ڈیلروں کی معرفت اگر سو روپے کی چیز دیتے ہیں تو اسی روپے کا بل دیتے ہیں ۔ یہ حقیقت ہے اور جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس طریقے

سے بلیک سیلنگ کرتے ہیں ۔ جناب والا ! ضروریات زندگی میں سب سے پہلے خوراک آتی ہے اس کے بعد کپڑا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مرکزی لیول پر اگر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں متعلقہ لوگوں کو مساوی نمائندگی حاصل ہو جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مل اونرز ، حکومت کی طرف سے ، پاور لومز کی انجمنوں کی طرف سے اور صارفین کی طرف سے یکساں نمائندے ہوں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ کپڑا جو آج ۴ روپے فی گز مل رہا ہے وہ آپ کو ڈھائی روپے میں ملے گا اور وہ سوت جو آپ کو سو روپے میں مل رہا ہے وہ ستر روپے میں ملے گا ۔ تو میں آپ کے توسط سے حکومت سے خاص طور پر یہ عرض کروں گا کہ فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ یہ ٹیکسٹائل مل مالکان جو اجارہ دار بنے بیٹھے ہیں ، اور جو لاکھوں روپے کنسیل کرتے ہیں اور ہر قسم کی بد دیانتی کر رہے ہیں ، عوام کا خون چوس رہے ہیں ان سے عوام کو نجات ملے اور عوام کو سستے داموں کپڑا ملے کیونکہ جب مقابلہ ہو گا اور جب گھریلو صنعت مقابلہ کرے گی مل مالکان سے تو یہ چیزیں سستی ہوں گی اور میں جناب والا ! آپ کی وساطت سے حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ جس طرح کسانوں کے لیے وہ کئی قسم کی مراعات بہم پہنچا رہی ہے اسی طرح ٹیکسٹائل ملوں سے مقابلہ کرنے کے لیے یہ گھریلو پارچہ بافی کی صنعت اور جو پاور لومز ہیں ان کو ایکسائز ڈیوٹی سے مستثنیٰ کیا جائے ۔ یہ حکومت کی طرف سے ایک قسم کی رعایت ہو گی اس سے یہ گھریلو صنعت مل مالکان سے مقابلہ کر سکے گی اور عوام کو صحیح داموں پر کپڑا مہیا ہو سکے گا یہ اہم چیز ہے باقی جتنی چیزیں ہیں جیسا کہ میرے دوست فخر زمان صاحب نے کہا ہے ان کی قیمتیں لوکل لیول پر ، ڈسٹرکٹ لیول پر اور سٹی لیول پر مقرر کی جائیں اور اس کے بعد کنٹرول کی جائیں ۔ سب سے اہم مسئلہ ٹیکسٹائل مل والوں کا ہے ۔ اس طرح جناب وہ پیسے کو کنسیل کرتے ہیں ، اس طرح وہ ہیرا پھیری کرتے ہیں ۔ میں جناب والا ! آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ پچاس ، ساٹھ لاکھ کی آبادی کے روزگار کا دار و مدار گھریلو صنعت پر ہے جو کہ لوگ بیکار ہو جانے کی وجہ سے اب پاور لومز کو فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور فروخت کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوامی حکومت اس طرف بھی توجہ دے گی ۔ اس طرح سے ان کا

[Ferozuddin Ansari]

کار و بار بھی چلے گا اور عوام کو سستے داموں کپڑا بھی ملے گا - میں ان گزارشات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - مسٹر محمد خالد !

جناب محمد خالد خان : جناب والا ! مجھے خوشی ہے کہ ہماری حکومت نے پرائس کنٹرول کے بارے میں ، ذخیرہ اندوزی کے بارے میں ایک جامع بل جو نیشنل اسمبلی نے پاس کیا ہے ، اب ہمارے سامنے پیش کیا ہے - جناب والا ! مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ ہماری حکومت واضح طور پر عملی اقدام کرنا چاہتی ہے کہ کم از کم پرائس کنٹرول ہو اور منافع خوری کا خاتمہ ہو اور ذخیرہ اندوزی نہ رہے -

جناب والا ! اس ملک میں مدتوں سے آزاد تجارت کے نام پر لوگوں کو لوٹا جاتا ہے اور نام آزاد تجارت کا دیا جاتا ہے ، آزاد بزنس کا دیا جاتا ہے مگر اس طرح کی لوٹ کھسوٹ مدتوں سے جاری ہے - پرائس پر کنٹرول ہونا لازمی ہے - انہوں انہیں کھلی چھٹی نہیں دی جا سکتی کہ وہ عوام کی بنیادی ضروریات کے معاملے میں اپنے نرخ مقرر کریں - جناب والا ! پرائس کنٹرول کرنا لازمی ہے کیونکہ اس ملک میں ایک طبقہ ایسا ہے جو عوام کو مدتوں سے لوٹ رہا ہے اور آج بھی لوٹ رہا ہے - جناب والا ! آپ دیکھیں کہ جو گروور ہے اور کسان ہے اور لوگ ہیں انہیں مناسب دام اپنی اشیاء کے نہیں ملتے اسی طرح کنزیومر ہے ان کے پاس بہت زیادہ قیمت پر وہی چیزیں بیچی جاتی ہیں جو کسان پیدا کرتا ہے - وہ بہت کم قیمت پر لیتے ہیں - اور تیسرا گروپ درمیان والا گروپ ہے وہ کرووور کو بھی لوٹ رہا ہے اور کسان کو بھی لوٹتا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس قسم کی پرائس کنٹرول کی جائے جیسے کے — ہیں - اس پر یہ پرائس کنٹرول ہے - جناب والا ! یہ بہت ضروری ہے کیونکہ اس ملک میں ایک عجیب مرض چلی ہے ، ایک عجیب وباء چلی ہے کہ آپ منافع کمائیں چاہے آپ لوگوں کی زندگیوں سے کھیلیں اور جن ذرائع سے منافع کمایا جا سکتا ہے وہ آزاد تجارت کے نام پر آپ کو یہ حق حاصل ہے - جناب والا ! یہاں کھلی مارکیٹ میں لوگوں کو فروخت کیا جاتا ہے اور یہ سب آزاد.

تجارت کے کرشمے ہیں ۔ اس طرح جو بھی چاہے جس طرح چاہے آزاد تجارت کے نام پر سب کچھ کرتے ہیں ۔ یہ آزاد تجارت نہیں ہے بلکہ طوائف الملوکی ہے ۔ جناب والا ! اسی طرح ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کے خلاف جو قانون لایا گیا ہے اس قانون پر عملدر آمد ہونا چاہئیے اور اس قانون کا نفاذ عملاً ہو تاکہ قیمتوں پر کنٹرول ہو اس لیے لازمی ہے کہ بنیادی اشیاء کی جو پیداوار ہے ان کا مارکیٹ میں فلو آئے تاکہ قیمتیں کم ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اس قانون کو عملی جامعہ پہنایا جائے تاکہ عوام کو مناسب داموں پر بنیادی اشیاء فراہم ہوں ۔ جناب والا ! اس ملک میں یہی کچھ ہوتا رہا ہے ۔ اب قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں اور بنیادی اشیاء عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہیں ۔ اس لیے اس کا تدارک کیا جائے ۔ کم از کم بنیادی اشیاء عام لوگوں کو مناسب داموں پر بہم پہنچائی جائیں ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب محبوب الرحمان ۔

جناب محبوب الرحمان : جناب چیئرمین ! پرائس کنٹرول ، منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کے بارے میں جو بل قومی اسمبلی نے پاس کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے ، یہ ایک مستحسن قدم ہے ۔ اس وقت گیلانی صاحب وزیر متعلقہ موجود نہیں ہیں کیونکہ میری تین چار تجاویز تھیں جن کی طرف میں ان کی توجہ دلانا چاہتا تھا ۔ جناب چیئرمین مجھ سے پہلے اس معزز ایوان کے معزز ارکان نے تفصیلی طور پر اس بحث میں حصہ لیا ہے اور بہت کچھ کہا جا چکا ہے ۔ ۔ ۔

جناب ولی محمد خان : جناب والا ! میرے خیال میں کورم ٹوٹ چکا ہے اس سلسلے میں کچھ غور فرمائیں ۔

Mr. Deputy Chairman : I think……

سردار محمد اسلم : پانچ منٹ کے لیے ہاؤس ایڈجرن کر دیں کیونکہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرے خیال میں لوگ آ رہے ہیں ۔ یس ۔

جناب محبوب الرحمان : جناب والا ! ذخیرہ اندوزی منافع خوری اور قیمتوں کا چڑھاؤ جو ہے میرے خیال میں در اصل اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ایجنسی سسٹم ،

[Mr. Mahboobur Rehman]

ڈیلر سپ ، سٹاکسٹ ، اسپورٹ اور ایکسپورٹ وغیرہ جیسی چیزوں پر ایک خاص طبقہ کی اجارہ داری ہے اور جو ان چیزوں کو اپنے قبضے میں رکھتے ہیں وہ خاص طور پر ذخیرہ اندوزی کے مرتکب ہوتے ہیں ۔ تو جناب والا ! میری ایک گزارش ہے کہ یہ ڈیلر شپ ، سٹاکسٹ ، امپورٹر اور ایکسپورٹر زیادہ تر انہی ہنگاموں میں ملوث ہیں اور یہ عناصر حزب اختلاف کو ناجائز طریقے سے سرمایہ کما کر حکومت کے خلاف فراہم کر رہے ہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ اجارہ داری ختم کی جائے ۔ ایجنسیوں پر ، ڈیلر شپ ، سٹاکسٹ اور اس کے علاوہ ۵۳ چیزوں پر جو پرائس کنٹرول تجویز کیا گیا ہے ۔ آئٹم نمبر ۱ چائے ہے ۔ آئٹم نمبر ۴ چینی ، آئٹم نمبر ۶ گھی ، آئٹم نمبر ۲۳ مٹی کا تیل ، آئٹم نمبر ۴۴ کھاد اور آئٹم نمبر ۵۶ سیمنٹ ہے ۔ میرے خیال میں اس وقت سیمنٹ کی کمی اور مصنوعی قلت حکومت کی بدنامی کا باعث بن رہی ہے ۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے ایک معزز رکن جناب سردار اسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کو اپنے والد کو وفات پر سیمنٹ تین قسطوں پر مل رہا تھا ۔ جناب والا ! یہ بات نہیں کہ سیمنٹ نہیں ہے بلکہ یہ جو ایجنٹ یا ڈیلر لوگ ہیں اگر کوئی وہی چیز ان سے بلیک میں خریدے تو وہ مارکیٹ میں دستیاب ہے لیکن اگر وہی چیز کنٹرول قیمت پر کوئی لینا چاہے تو وہ نہیں ملتی کیونکہ انہوں نے وہ چیزیں چھپائی ہوئی ہیں اور بلیک میں فروخت کرتے ہیں ۔ اگر بلیک میں بھی نہ ملیں تو ہم یہ سمجھیں کہ ملک میں اس کی پیداوار میں کمی ہے یا اس کی پروڈکشن کم ہے لیکن پروڈکشن کم نہیں ہے ۔ کسی چیز کی پروڈکشن نہیں رکی اور کسی جگہ میں نے یہ نہیں سنا کہ کسی نے آج اس لیے چائے نہیں پی کہ اس کو چائے کی پتی یا چینی نہیں ملی بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان چیزوں کی ذخیرہ اندوزی ہو رہی ہے اور یہ ملک دشمن عناصر کر رہے ہیں ۔ میں آپ کی توجہ ان تین چار چیزوں کی طرف دلانا چاہتا تھا اور جیسا کہ پہلے معزز اراکین نے فرمایا کہ ویجیلنس کمیٹیاں بنائی جائیں جو صوبے کی سطح پر ہوں ، ڈسٹرکٹ لیول پر ہوں ، تحصیل لیول پر ہوں ، وارڈ لیول پر ہوں اور جس میں ایم ۔ پی ۔ اے ۔ صاحبان اور وہاں کے معززین اور دوسرے ورکر شامل ہوں جو کہ واچ کریں کہ ڈسٹریبیوشن اور پرائس کنٹرول پر کہاں تک عمل درآمد ہو رہا ہے ۔ اس کے بغیر ان چیزوں کے متعلق اگر کوئی

قانون آئے بھی تو اس کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا اور اس کی وجہ سے عوامی حکومت اور قائد عوام کو لوگ بدنام کریں گے اور منافع یہ چند ڈیلر اور ایجنسی ہولڈر، سٹاکسٹ، امپورٹر اور ایکسپورٹر کمائیں گے ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کو یہ ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ سخت نگرانی کے لیے ویجیلنس کمیٹیاں بنائی جائیں ۔ جس میں عوامی نمائندے شامل ہوں جو قیمتوں پر کنٹرول رکھیں ۔ سیمنٹ کے متعلق خاص طور پر میری استدعا ہے کہ سیمنٹ کا موجودہ سسٹم یا ڈسٹریبیوشن کو ختم کر کے یوٹیلٹی سٹور کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے اس کو تقسیم کیا جائے اور اس پر سخت نگرانی رکھی جائے ۔ اس کے ساتھ میں اس بل کی تائید و حمایت کرتا ہوں ۔

مولانا عبدالحکیم : جناب والا ! یہ معزز ممبران جو تجویز پیش کر رہے ہیں متعلقہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں اور اگر یہ ان کی نوٹس میں نہ آئیں تو آگے ہمارا کیا ہو گا ۔ بجائے اس کے کہ آپ پہلے ہمیں بلوائیں پہلے وزراء حضرات کو پابند کریں کہ وہ ہماری بات سنیں اور نوٹ کریں ۔ اس ملک کے اندر اس قانون پر عملدر آمد تو تب ہی ہو گا ۔ اگر مقصد صرف یہ ہے کہ تقریر کے ذریعے خانہ پری کرانی ہے ۔ چلو ہم لوگوں نے ٹائم پورا کر لیا ہے اور ہم چلے گئے ۔ جناب والا ! یہ ایک ایسا مسئلہ ہے ، ایسی بات ہے جس کا اثر پورے ملک پر حکومت پر اور پارٹی پر پڑے گا تو اس سے پہلے کہ میں تقریر شروع کروں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ابھی تو جنرل ڈسکشن ہو رہی ہے ۔ شائد وزیر صاحب تشریف لے آئیں ۔

مولانا عبدالحکیم : اگر آپ حکم کرتے ہیں تو میں شروع کروں ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی بالکل آپ شروع کیجئیے ۔

مولانا عبدالحکیم : میری بات رائیگاں جائے گی ۔ وہ ایک فارسی کا محاورہ ہے ''من چہ سرائم تنبورہ من مسرائید'' جناب والا ! ایک غریب کسان کے نکتہ نظر سے اس ملک کے لیے جو بہت بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے جو آج پیش ہوا ہے اور جو ہماری اس آئینی اور منتخب شدہ پارٹی اور حکومت کے لیے درد سر اور پریشانی کا

[Maulana Abdul Hakim]

باعث بنا ہوا ہے ۔ یہ مسئلہ اشیائے ضرورت کی قیمتوں سے متعلق ہے اور اس آئینی حکومت کے مخالف پی ۔ این ۔ اے ۔ کے پاس اور اس کے آدمیوں کے پاس اگر پروپیگنڈا کے لیے اور لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے کوئی بات ہے تو وہ یہی ضرورت کی چیزوں کی قیمتوں کی بات ہے جس کو وہ ہمیشہ پیش کرتے ہیں ۔ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ الیکشن میں بھی ان کی جانب سے یہ کہا گیا تھا کہ ہم ۱۹۷۰ء اور اس سے پہلے سطح پر ان قیمتوں کو لے آئیں گے حالانکہ وہ بات ناممکنات میں سے تھی لیکن وہ اس بات کو کہتے رہے ہیں اور جو لوگ ان قیمتوں سے متاثر ہوئے ہیں وہ اس بات کو مان گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین ! ان ۵۳ چیزوں میں سے میرے نکتہ نظر سے ۳۳ چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے ملک میں پیدا ہوتی ہیں اور ان کو کاشتکار پیدا کرتا ہے ، زراعت پیشہ لوگ پیدا کرتے ہیں ۔ یہ چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں ۔ اس کا تعلق وزارت زراعت کے ساتھ بھی ہے اس کا تعلق وزارت صنعت سے بھی ہے اور جو طبقہ یہ خوراک کی چیزیں پیدا کرتا ہے مثلاً سبزیاں ہیں ، دالیں ہیں یہ روئی ہے جس سے سوتی کپڑا بنتا ہے یا جیسے سگرٹ اور دوسری مصنوعات ہیں جو تمباکو سے بنتی ہیں اور غلے کی ساری اقسام ہیں لیکن ان تمام چیزوں کو پیدا کرنے کے لیے محنت کرنے والے غریب کاشتکار کو اس کی محنت کا تحفظ نہیں ملتا ہے ۔ اس کو یہ اطمینان نہیں ہوتا کہ اس ششماہی کے بعد بھی میں اس زمین پر قابض رہوں گا یا نہیں رہوں گا ۔ بیدخلی کا کلہاڑا اور بیدخلی کی بندوق ہر وقت اس کے سر پر سوار رہتی ہے کہ شاید اس کو ہٹا دیا جائے گا ۔ وہ محنت نہیں کرتا ۔ جناب والا ! دوسری طرف اس میں دو قسم کی چیزیں ہیں جو ہماری زندگی کو باقی رکھنے کے لیے لازمی ہیں مثلاً خوراک ہے ۔ تن ڈھانکنے کے لیے کپڑا ہے ۔ یہ ہر کسی کے لیے لازمی ہے اور ظاہر بات ہے کہ وہ کپڑا سستا ہو گا تو اس سے عوام کا ۸۵ فیصدی حصہ مطمئن ہو جائے گا ۔ ریشم پہننے والے اور ٹیرون پہننے والے جو لوگ ہیں وہ تو تعداد میں تھوڑے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! آپ حیران ہوں گے کہ سوتی کپڑا مہنگا ہے اور یہ ریشمی ، اس قسم کے آمیزش والے کپڑے سستے بک رہے ہیں ۔ اسی طرح سے عام غریب انسان کی

ضرورت کی خوراک وہ دالیں ہیں جو عام ضرورت مند انسان اور کم تنخواہ پانے والے لوگ کھاتے ہیں - ان کی رہائش کے لیے جو چیز ضروری ہے وہ لکڑی کی جھونپڑی ہے اور اس وقت ملک کے اندر سب سے زیادہ مسئلہ لکڑی کی پیدا کا ہو چکا ہے - پہلے گورنمنٹ اجازت دے کر درخت کٹواتی تھی - چاہیے تو تھا کہ اگر ایک درخت گورنمنٹ کٹواتی تو اس کے بدلے میں چار درخت اور لگوانے چاہئیں - یہاں ۲۸ سال کے عرصہ میں جو صدیوں کے درخت تھے وہ تو کٹوا دیئے گئے - ایک سپیشل طبقہ جن کی مناپلی ہے ان جنگلات کے مسئلہ میں جنہوں نے پہاڑ کے پہاڑ صاف ہو کر لیے ہیں اور وہ لکڑی ختم ہو گئی ہے اور کوئی نئے درخت لگوائے نہیں گئے - تو اس لیے میں عرض کر رہا تھا کہ یہ جو آئٹم ہے ۵۳ - ان کا دو چار وزارتوں سے مستقل تعلق ہے اور دو چار وزارتیں جب تک آپس میں سر جوڑ کر بیٹھ کر بنیادی چیزیں نہیں سوچیں گی اور بنیادی چیز یہ ہے کہ پیداوار کو بڑھایا جائے اور پیداوار اتنی بڑھا دی جائے کہ چیزیں بازار میں وافر ہو جائیں اور اس سے چوری کرنے والے ، چھپا کر بیچنے والے اور بلیک مارکیٹ میں بیچنے والے جو اس کو بلیک کر کے روپیہ کما کر اس گورنمنٹ کے خلاف استعمال کر کے اور ڈالر ازم کے ایجنٹوں کو دے کر وہ تحریک چلانے والے خود بخود فیل ہو جائیں گے اس لیے میں محترم وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ان چیزوں کی طرف مجموعی طور پر ، اس کے تمام گوشوں کی طرف تجارتی طور پر توجہ دیں - وزارت صنعت اور وزارت زراعت اور اس قسم کی تمام منسٹریوں اور ڈویژنوں کو چاہیے کہ وہ بنیادی چیزیں سوچیں - اس میں بیج کی فراہمی ہے اور پانی کی آسانی کے ساتھ دستیابی ہے اور پھر محنت کرنے والے طبقے کو تحفظ دینا سب سے بڑی بات ہے -

جناب چیئرمین ! آخری بات عرض کر رہا ہوں - آپ کو یاد ہو گا کہ ابھی چند ہی دن ہوئے ، ہمارے علاقے کے اندر غلہ پیدا کرنے والے اور جو لوگ مال مویشی پال کر منڈیوں میں فروخت کرتے ہیں جس کی وجہ سے بازاروں میں گوشت آتا ہے اس طبقے کے لوگوں کے گھر جلائے گئے ہیں اور جلانے والے لوگوں کو ابھی تک کسی نے نہیں پوچھا - اخبار میں مکانوں کی تعداد ڈیڑھ سو بتائی گئی ہے حالانکہ چار سو مکان جلائے گئے ہیں - جیسے یہ "سچ بہار ہے علی شیٹریا ، سچ بہار بالا" ہے - فلاں فلاں - اس کے بعد دو ہفتوں کے اندر کتنے گاؤں کا محاصرہ کیا گیا

[Maulana Abdul Hakim]

ہے گاؤں کے گاؤں جلا دیئے جائیں اور ان کو بیدخل کر دیا جائے۔ اب وہ لوگ کس طرح محنت کر کے چیزیں پیدا کریں گے۔ وہ کیسے مال مویشی پالیں گے اور جب مال نہیں ہو گا تو وہ منڈی میں نہیں آئے گا اور جب مال منڈی میں نہیں آئے گا تو قصابوں کے پاس بھیڑ اور بکریاں کہاں سے آئیں گی۔ گوشت کہاں سے آئے گا۔ اسی طرح گندم ہے اسی طرح سے دودھ ہے اسی طرح سے ہمہ اقسام کی سبزیاں ہیں۔ لہذا اس ملک کا پچاسی فیصدی طبقہ جو اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے جو اشیائے ضرورت زمین سے اگا کر مارکیٹ میں لاتا ہے اس طبقے کو درجہ اول میں رکھ کر اس کو تحفظ دینا چاہئے اور اس کی محنت کا صحیح بدلا اس کو دینا چاہئیے۔ اس طرح چیزوں کی فراوانی ہو جائے گی اور یہ چیزیں خود بخود سستی ہو جائیں گی۔ بل کی میں تائید کرتا ہوں۔

باقی رہ گئے انسپکٹرز وغیرہ شاید ان کے لیے ایک نئی راہ کھل جائے۔ محترم وزیر صاحب سے، میں انسپکٹروں، سپروائزروں اور ان لوگوں کے متعلق عرض کروں گا جو ان قیمتوں پر کنٹرول کرانے کے لیے بازاروں میں پھرتے ہیں۔ جناب والا! ہمیں پتہ ہے میں شہر میں رہتا ہوں۔ بیوپاریوں کے علاقے میں رہتا ہوں۔ ان کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر ہیں۔ جس کو تنخواہ ملتی ہے اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ لوگ کتنی دھاندلیاں کر رہے ہیں۔ اور جو تنخواہ نہیں دیتا اس کے خلاف پولیس کاروائی کرتی ہے۔ اس لیے دونوں پہلوؤں کو سوچنا چاہئیے۔

Mr. Deputy Chairman : Mr. Afzal Khan Khoso.

Mr. Afzal Khan Khoso : Mr. Chairman Sir, I have gone through the entire list of 53 items that have been mentioned in this Bill and I, Sir, personally feel that most of these items concern the ordinary man and they concern the down-trodden persons and the middle-class of people. Some of the items being on agriculturists, they concern also members of agricultural society. Sir, with regard to control and fixation of prices and with regard to profiteering and anti-hoarding measures, there was also a Bill of 1957 which is being repealed and this new enactment is being brought. I don't know Sir, we have not been explained, what were the reasons for the repeal of that Bill and what were the down-falls or the shortcomings that caused the repeal of the previous Bill. But Sir, a Bill of this nature is also a must for our country. I may not have the desired effect totally but even, nonetheless, if it were to have even 50 percent effect, I think, we will have 50 percent relief. So, I start from one percent to hundred percent, the percentage of relief that we will have from this Bill after its effectiveness, after its implementation. The ordinary man in the street will get that percentage of relief, be he in the rural areas, be he in the urban areas.

Now Sir, a friend over here, a colleague from Karachi. I think he has something to do with the business, gave an enlightened approach with regard to production and the salaries and of course the price mechanism, how it works automatically without any Government control.

If we were to have absolutely no Government control, then how these things work smoothly and automatically to the benefit of all sections of the society, that is, the producer, the manufacturer, the consumer so on and so forth. Now, Sir, I think it will again be necessary that we should have those aids, those normal and natural helps in properly implementing this Bill, otherwise, I am sure, Sir, like the 1970 Bill, this bill is going to meet the same fate. As I have said I am not against price control. It is a must because we are not only facing inflation from world point of view, but we are also facing this anti-national, anti-social elements who are hoarding for the sake of profiteering. So, we have dual menace-dual problem-one problem is the international inflation and the other is the inflation created by these traders and business people most of whom are of unscrupulous type.

Now, Sir the basic help that this Bill can have in its proper implementation would be that the production levels. The aim cannot be fully achieved unless the demands are met by the production of various items enlised over here - the 53 items. Wherever there is shortage in production compared to the demand, that the Governmont may fix prices. I feel that unless the Government brings a law to execute a person publicly, there will be absolutely no change whatsoever. So, Sir, to implement this Bill effectively and properly, to meet the aims and objects of this Bill, I most humbly submit to the honourable Minister here-the Law Minister and through the Honourable Law Minister to the Minister concerned that these necessary measures are a must if we are very serious about this Bill.

Then, Sir, other things also go with the production. Those are automatic things like cost of production of a yard of cloth as mentioned by Maulana Sahib that we need cloth and it should be available at cheaper rates. We can get same short of a machinery to go into the operations. I am sure there must be certain people in Pakistan who can easily go into all these aspects and decide how much a yard of cloth of a particular quality costs. Then we can add to that cost of production certain reasonable margin of profit and then dealership, retailership, and taking all these aspects into consideration, we can arrive at a reasonable price at which it should be sold in the market. I think that will be more beneficial because that will give a fair return to all the parties concerned. Thereafter we can even take harsher measures than envisaged in this Bill. Then we can tell all these four or five parties concerned from the stage of production to its sale in the market that we have provided you a reasonable margin of profit so, why are you trying to cut the throat of your own brethern. So, taking this aspect of the cost of production into consideration will be necessary.

Mr. S. M. Masud : Point of order.

Mr. Afzal Khan Khoso : It is point of order ?

Mr. S. M. Masud : Yes. Would you like to see section 6 of the Bill, and then discuss what you have said.

Mr. Afzal Khan Khoso : Which Clause ?

Mr. S M. Masud : Clause 8.

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, this is with regard to the fixation of prices.

Mr. S. M Masud : That is what you are demanding. That is what you said that keeping all these things you must fix the price

Mr. Afzal Khan Khoso : I have tried to elaborate your point.

This is the way, Sir. This is the way in which we can achieve this aim. My humble submission, Sir, is that I am for a reasonable profit for all the parties concerned, but it should not be unreasonable profit at the cost of somebody. Another important thing is that this Bill ought to be implemented in toto because unless it is implemented fully it will not be able to achieve its aims and objects. This is the way in which it can be implemented fully—the way I have suggested, that is, by raising production, evaluating the costs at various levels and then fixing the prich when I am sure the Honourable Law Minister will convey to the Minister concerned.

Mr. Deputy Chairman : Mr. Khoso only one minute more.

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, there are so many things that I wanted to talk about.

Mr. Daputy Chairman : Five minutes was the time fixed by the Chair and all of us agreed to it, and you have already taken more than five minutes.

Mr. Afzal Khau Khoso : If I may be permitted it is all right otherwise I can finish in one, two or three minutes.

Mr. Deputy Chairman : One minute.

Mr. Afzal Khan Khoso : So, Sir, another point, of course, would be that we should have a better distribution system At the present moment, for example, Cemen is available but you cannot get it. There is cement in Jacobabad, there is so much cement in other places but you cannot get it from the dealer, while you can get it at a higher price from the market. So I would suggest that there should be liberalization of the distribution system. What is this nonsense that we have only one dealer in the whole district. Why cann't we distribute it through the Utility Stores, District Cooperative Stores so that we not only cater to the urban needs but also cater to the needs of the rural areas which are in majority. So, Sir, we should have these Utility Stores and we should not have these cartels nnd monoply of dealers. Unless we do that the distribution system would be weak. Once the production point is weak and if the distribution is also weak, we will again face the same problems. There will be artificial scarcity, artificial shortage which will result in hoarding and profiteering, and this law will have no application whatsoever in removing those difficulties, the basic difficulties. We should take lesson from the past experience of thirty years or so of our life or for that matter of other countries, so many developing countries not necessarily the developed countries but the under-developed countries around us. It is then that this Bill will be implemented fully and it will be a matter of gratification for all if the Bill is implemented fully. So when I suggest all these things, Sir, they are towards the implementation of this Bill.

Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman : Thank you very much. Mr. Abdullah Khan,

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - یس عبداللہ خان ،

جناب عبداللہ خاں : جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کی آواز نہیں آ رہی ہے ، بٹن پریس کریں -

جناب عبداللہ خان : جناب والا ! یہ بل جو اس وقت ایوان کے سامنے پیش

ہے نہایت اہم اور ضروری بل ہے ۔ جناب والا ! اس بل پر میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا ، اس کے متعلق بہت سے دوستوں نے تقریریں کیں ہیں ۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک چیز کی پرائس جب بھی ہمارے ملک میں کنٹرول ہوئی ہے میرے خیال میں اس کے وہ نتائج سامنے نہیں آئے جو آنے چاہیے تھے ۔ اس کی وجہ میرے خیال میں یہ ہے گو مجھے اس کے بارے میں زیادہ واقفیت نہیں ہے کیونکہ میرا کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ کہ جب بھی کسی چیز پر کنٹرول کیا گیا ہے تو صرف ایک طبقے کے مفاد کو سامنے رکھا گیا ہے اور ایک طبقے کے مفادات کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ کاروباری طبقہ جو چیز مارکیٹ میں لاتا ہے اور عوام کو دیتا ہے اس کو عموماً نظر انداز کیا گیا ہے ۔ ان کے منافع کی شرح اتنی رکھی گئی ہے کہ جس سے ان کا نقصان کسی صورت پر بھی پورا نہیں ہو سکتا ہے اس لئے وہ بلیک مارکیٹ کی کوشش کرتے ہیں ۔ جہاں مال کی شارٹیج ہوتی ہے وہاں بلیک شروع ہو جاتی ہے کیونکہ ان کی ضرورتوں کو پورا نہیں کیا جاتا اس طرح یہ ایک غیر ذمہ دارانہ طریقہ ہے کہ ان کے نفع کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے تو میں گزارش کروں گا کہ ان کو مقرر کرتے وقت وہاں پر عوام کے فائدے کو پہلے مد نظر رکھا جانا چاہئے ۔ اور تاجروں کے منافع کو بھی سامنے رکھا جائے تاکہ سپلائی کا نظام بہتر ہونے کی صورت میں عوام کو بھی مال مل سکے اور وہ کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت نہ کر سکیں کیونکہ اس کی ناکامی کی بڑی وجوہات سپلائی کا نظام کا بہتر نہ ہوتا ہے اور اس سے بلیک مارکیٹنگ شروع ہوتی ہے ۔ میرے ایک دوست نے کہا کہ سیمنٹ جو کہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے اگر آپ پرمٹ کے ذریعے کنٹرول پر لینا چاہیں تو وہ نہیں مل سکتا لیکن ویسے اگر آپ بلیک میں لینا چاہیں تو مارکیٹ سے مل سکتا ہے ۔ اس کی بھی میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ ڈیلر کا منافع کم رکھا گیا ہے ۔ اور وہ کوشش کرتا ہے کہ چوری کرکے دو پیسے زیادہ کما لوں ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس بل کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیا جائے ۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ جو لوگ مال پیدا کرنے والے ہیں جب وہ اپنی چیز مارکیٹ میں لاتے ہیں تو ان کی ایک مناسب قیمت مقرر کرنی چاہیے ۔ تاکہ وہ اپنی ضرورت کی اگر کوئی دوسری چیز خریدنا چاہتے ہوں تو انہیں اپنے مال کی اتنی قیمت ملے کہ وہ خرید سکیں ۔ میری یہی گزارش تھی ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ۔ عبدالطیف انصاری ۔

جناب عبد الطیف انصاری : جناب چیئرمین ! میں مختصراً عرض کروں گا کہ آج جو بل ہمارے سامنے ہے وہ نہایت ہی اہم بل ہے اور قیمتوں کے کنٹرول کے متعلق ہے ۔ ہمارے ملک کے اندر اخلاقی قدریں نہ رہنے کی وجہ سے لوگوں کی کوششیں میٹیریلزم کی طرف رہیں اور ان کی کوشش زیادہ دولت جمع کرنے کی

[Mr. Abdul Lateef Ansari]

رہی - وہ جو کچھ کرتے تھے وہ دولت جمع کرنے کی خاطر ہی کرتے رہے - اسی وجہ سے یہ حالات پیدا ہوئے کہ آج ہمیں اپنے ملک کے اندر قیمتوں کے اوپر کنٹرول کرنا پڑا - یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے - یہ ہمارے معاشرے کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں - اگر ہمارا معاشرہ پاک صاف اور ستھرا ہو اور لوگ جائز اور صحیح طریقے سے منافع لیں اور یہ احساس کریں کہ ہمیں جو کچھ کرنا ہے اس ملک کی بھلائی مدنظر رہے تو یہ چیزیں نہ لانی پڑیں - جناب والا - جس وقت پیپلز پارٹی کی تحریک چل رہی تھی تو اس کے پروگرام میں سب سے پہلے یہ نعرہ تھا کہ ہم لوٹ کھسوٹ کے نظام کو ختم کریں گے - وہ لوٹ کھسوٹ کا نظام کیا تھا وہ یہی تھا کہ چند لوگ، چند گروہ، چند تاجر' چند بیوپاری جو اپنے مفاد کو ملکی مفاد پر ترجیح دیتے تھے اور وہ من مانی کرتے ہوئے ناجائز فائدے حاصل کرتے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے بہت سی رقم جمع کی ہے - اس ملک کے اندر جتنا پیسہ ان تاجر حضرات نے جمع کیا ہے جتنی مراعات انہوں نے حاصل کی ہیں اتنی زیادہ دولت کسی اور نے جمع نہیں کی اور نہ اتنی مراعات لی ہیں - ہمارے ملک میں جو لوگ ملازم پیشہ ہیں جن کی تنخواہیں مقرر شدہ ہیں - وہ تکلیف میں ہیں اور جو مزدور طبقہ ہے جو محنت مزدوری کرتا ہے ان کو اگر صحیح داموں پر چیزیں میسر نہ آئیں تو یہ کتنی نامناسب بات ہے -

اگر موجودہ ایجی ٹیشن کو بھی آپ سامنے رکھیں تو اس ایجی ٹیشن کے اندر بیوپاری جو ایک طرف ہڑتالوں کی وجہ سے اپنی دوکانیں بند کئے ہوئے ہیں تو دوسری طرف ان کی اپنی مرضی بھی دوکانیں بند کرنے میں شامل ہوتی ہیں کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ تکلیف بڑھے، ذخیرہ اندوزی ہو، لوگوں کو تکلیف ہو اور وہ قیمتیں بڑھا سکیں - اس بیوپاری طبقے نے اپنے آپ کو سیاست سے بھی الگ رکھا ہوا ہے - لیکن ہمارے ملک میں جو حالات ہیں، ان حالات میں یہ لوگ اپنی نجی محفلوں میں اور اپنے محلوں کے اندر بیٹھ کر سیاست پر کافی اثر انداز ہوتے ہیں - یہ عام بات ہے کہ جب بھی کوئی غریب شخص کسی دوکاندار کے پاس کوئی چیز خریدنے کے لیے جاتا ہے تو وہ دام بڑھا کر اسے چیز دیتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حکومتی پارٹی پر اور ہمارے قائد پر الزام بھی لگاتا ہے کہ یہ جو قیمتیں ہیں یہ آپ کی پارٹی نے بڑھائی ہیں - منافع وہ خود حاصل کر رہا ہے، منافع کی شرح جو اس نے اپنے لئے پچاس فیصد یا سو فی صد مقرر کر رکھی ہے وہ اس میں کسی صورت میں بھی کمی کرنے کے لیے تیار نہیں ہے - حالانکہ اس مہنگائی پر بیرونی دنیا کے حالات بھی اثر انداز ہوتے ہیں - مہنگائی صرف ہمارے ملک میں ہی نہیں ہے بلکہ ساری دنیا میں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جناب والا جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں وہ ترقی پذیر

ممالک کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں - ترقی پذیر ممالک کو جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ چیزیں ترقی یافتہ ممالک مناسب داموں پر اور مناسب قیمتوں پر نہیں دیتے - جب ترقی یافتہ ممالک برآمدات کرتے ہیں تو اپنی چیزوں کی قیمتیں بڑھا دیتے ہیں - دنیا کے اندر مشینری کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور یہ مشینری ترقی یافتہ ممالک سے درآمد ہوتی ہے - یہ تمام زیادتیاں پوری دنیا کے اندر اقتصادی حالات کی وجہ سے ہیں - اس کے ساتھ اپنے ملک کے حالات کو بھی ہمیں مدنظر رکھنا ہے - اس میں بیوپاری کلاس نے اپنا رول صحیح ادا نہیں کیا - اور اس کے صحیح رول ادا نہ کرنے کی وجہ سے عوامی حکومت کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے - ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت قیمتوں پر کنٹرول کرنے کا جو بل ایوان میں لائی ہے وہ وقت کی ضروریات کے عین مطابق ہے - اس سے عام لوگوں کو فائدہ ہوگا ، صارفین کو فائدہ ہوگا اور ملکی حالات میں بہتری پیدا ہوگی - جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نظام مصطفیٰ اور اسلامی نظام رائج کیا جائے ان کے پیش نظر یہ بات ہے کہ کل میرے ایک بیوپاری دوست نے مجھے بتایا کہ اس سے انکم ٹیکس ختم ہو جائے گا - اور اگر ٹیکس دینے والے بیوپاری حضرات گھپلا بھی کریں اور دو دو کھاتے بھی بنائیں ، ٹیکس بھی نہ دیں اور اس کے ساتھ ساتھ حزب مخالف پی این اے کی جو تحریک چل رہی ہے اسے چندہ بھی دیں اور پھر اپنی کھال بچانے کے لئے وہ اپنی دوکان پر پارٹی کا جھنڈا بھی لہرا دیتے ہیں - اور دونوں طرف سے یہ بیوپاری کلاس ملک کو نقصان پہنچا رہی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی خوشحالی کے لئے عوامی حکومت نے یہ جو قانون بنایا ہے عوام اس کے ساتھ تعاون کریں گے اور اس ملک کو جو مسائل اور مشکلات درپیش ہیں ان میں یقیناً کمی ہوگی - اور یہ غریب عوام کی بہتری اور خوشحالی کے لئے یقیناً ایک عملی قدم ہے - میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں -

جناب چیئرمین : بیگم عزیزہ ہمایوں -

بیگم عزیزہ ہمایوں : جناب چیئرمین ! میں اس بل کی حمایت کرتی ہوں یہ بل عوام کے سامنے پیش کرکے حکومت نے خانہ دار خواتین کو ایک سکون بخشا ہے - پچھلے اتنی مہنگائی تھی کہ خانہ دار خواتین اپنے گھر کے اخراجات نہیں

[Miss Aziza Humayun]

چلا سکتی تھیں - آپ کو معلوم ہے کہ یہ جو ذخیرہ اندوز ہیں یہ اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں کہ یہ چیزیں جمع کرلیتے ہیں جب ان کا موسم نہیں رہتا اور جب ان کا موسم آتا ہے تو وہ چیزیں بازار میں لے آتے ہیں مثلاً ٹالکم پاوڈر ہے - سکوائش ہے ، برف ہے - آپ نے ان چیزوں پر پابندی لگا کر عوام کو تسکین بخشی ہے -

جناب والا ! یہ جو ایکسپورٹ پرمٹ دیا جاتا ہے مثلاً پیاز کا پرمٹ دیا جاتا ہے اس سے تاجر لوگوں کو جب پیاز کی قیمتیں باہر کے ملکوں میں زیادہ ملتی ہیں تو وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ اپنے وطن میں اپنے ملک میں اس چیز کی کمی ہوجائے گی - اس لئے یہ پابندی لگائی جانی چاہئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ اگر یہ چیز ہمارے ملک میں کافی ہے تو اس کے بعد اس کا پرمٹ دیا جانا چاہئے - میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جب بازاروں میں اور مارکیٹ میں پرائس کنٹرول کو چیک کرنے کے لیے انسپکٹر بھجوانے ہوں تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ ایماندار ہوں ورنہ اکثر یہ ہوتا ہے اور جیسے کہ ابھی ایک صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کی تنخواہیں مقرر ہوتی ہیں تو اس طریقے سے پھر کنٹرول نہیں رکھا جا سکتا - جب تک یہ نہ دیکھا جائے کہ یہ کام ایمانداری سے کیا جائے - اگر کسی کا چالان ہونے کے بعد اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ لمبا پروسیجر اختیار کیا جاتا ہے اور پھر کسی سفارش پر اس کو رہا کر دیا جاتا ہے تو میں کہتی ہوں کہ جب کبھی کوئی ایسا جرم پکڑا جائے تو فوری طور پر سمری کورٹ میں سزا دینی چاہیئے تاکہ لوگوں پر یہ اثر پڑے کہ واقعی سختی سے اس چیز پر عمل کیا جا رہا ہے اور پرائس انڈر کنٹرول ہو سکیں -

جناب والا ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ رمضان کا مہینہ ایک بڑا مبارک مہینہ ہوتا ہے جب غریب یہ چاہتا ہے کہ اس کو کم از کم پھل اور اس قسم کی چیزیں ملیں کہ وہ اپنا روزہ افطار کر سکے تو اس زمانے میں یہ چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں - جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ملک اسلامی ملک ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ حکومت کا فرض ہے اور ہمارے ساجی بہبود

کے کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ کم از کم اس مبارک مہینے میں چیزوں کی قیمتیں زیادہ نہ ہوں اور ہر غریب کو اس سے فائدہ ہو۔ ذخیرہ اندوزی سرمایہ داروں کی لعنت ہے اور جو عوام دشمن ہیں انہوں نے ہمیشہ یہ چاہا ہے کہ امیر، امیر سے امیر تر ہو اور غریب، غریب سے غریب تر رہے۔ یہ حکومت کا اولین فرض ہے اور یہ عوامی حکومت نے اس لئے اسے وہ چیزیں جو روزمرہ استعمال کی چیزیں ہیں ان کی قیمتوں پر پابندی لگائی جائے اور پابندی سے یہ دیکھا جائے۔ کہ انہی قیمتوں پر یہ چیزیں بکیں نہ کہ ایک بازار میں ایک چیز کی قیمت ایک ہو اور دوسرے بازار میں اسی چیز کی قیمت دوسری ہو کیونکہ گوشت کی قیمت ایک بازار میں ایک ہوتی ہے اور دوسرے میں دوسری ہوتی ہے۔ اس طرح امیر ہی گوشت کھا سکتے ہیں مگر عام آدمی نہیں کھا سکتا۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ ہمارے عوام جو ۸۰ فیصد غریب ہیں تو اس ۸۰ فیصد عوام کا معیار زندگی بڑھے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ یہ جو ضروری اشیاء ہیں مثلاً سبزیاں، چائے اور گوشت وغیرہ ان کی قیمتیں کنٹرول کریں۔ اب چائے بازار میں مل نہیں رہی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ چائے مل نہیں رہی ہے کیا اس کی پروڈکشن نہیں ہو رہی ہے اور اگر ہو رہی ہے تو یہ صحیح طریقے سے بازار میں کیوں نہیں آ رہی ہے یا پھر اس کی ذخیرہ اندوزی کی جا رہی ہے اور قیمتیں زیادہ ہوئی جا رہی ہیں تو اس لیے میں یہ چاہتی ہوں کہ حکومت یہ جو قانون بنا رہی ہے اس میں یہ دیکھنا چاہئے کہ عملی طور پر ان پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : مس آصفہ فاروقی۔

مس آصفہ فاروقی : جناب چیئرمین! کسی اچھی حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے عوام کے لئے سستے داموں پر روزمرہ استعمال کی اشیاء ضرورت مہیا کرے۔ جناب والا! موجودہ حالات میں جب کہ ہڑتالیں اور ہنگامے ہو رہے ہیں تو قیمتوں کا چڑھ جانا یا مارکیٹ سے غائب ہو جانا بھی کسی غیر ملکی سازش کے تحت ہو رہا ہے۔ جناب والا! مجھے یاد آ رہا ہے کہ جب چلی میں النڈے کی حکومت کا تختہ الٹا گیا اور اس کے خلاف سازش ہوئی تھی تو اس قسم

[Miss Asifa Farooqi]

کے حالات میں جو ذخیرہ اندوز، منافع خور اور بلیک مارکیٹر تھے انہوں نے غیر ملکی طاقت کی شہ پر مارکیٹ سے روزمرہ استعمال کی اشیاء ضرورت اکٹھی خرید کر اسٹور کرکے گھر میں گرا لی تھیں تو الٹے کی حکومت نے ان کی اس اسکیم کو ناکام کرنے کے لئے سستے اسٹور بنائے ۔ انہوں نے ڈالر کے ذریعے پھر وہ جو اسٹور تھے ان سے بھی وہ روزمرہ استعمال کی اشیاء خرید لیں اور وہ مارکیٹ سے غائب کر دیں ۔ لیکن ہمارا قائد سمجھدار اور بیرونی سازشوں سے بخوبی واقف ہے سوجودہ بل کا اس ایوان میں آنا ایک بہت اچھا قدم ہے ۔ جناب والا ! اگر یہ بل ایوان میں پیش نہ کیا جاتا اور قیمتوں پر کنٹرول نہ کیا جاتا تو ملک دشمن عناصر جو اس ملک کے دشمن ہیں تو انہیں ایک اور چیز مل جاتی تھی ۔ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو اس ملک میں دوبارہ برسر اقتدار آئے تو مارکیٹ سے چیزیں غائب ہو گئیں ۔ جناب چیئرمین ! جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ چائے بازار سے غائب ہو گئی ہے حالانکہ اس پر ٹیکس ڈیوٹی بھی کم کر دی گئی تھی اور ہٹا دی گئی تھی مگر پھر بھی چائے کا غائب ہو جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگ وہی ہتکنڈے جو بیرونی ممالک میں استعمال ہوتے ہیں یہاں استعمال کرنا چاہتے ہیں ۔ اسی طرح جب انقلاب چین آیا اور چین آزاد ہوا تو وہاں بھی ان سمگلروں ، منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں نے اس قسم کے حالات پیدا کر دیئے تھے اور وہاں چیزوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی تھیں ۔ آفرین ہے مرحوم چیئرمین ماؤ پر جو حالات کو بخوبی سمجھتے تھے ۔ جناب چیئرمین ! آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے اس کا کیا حل ڈھونڈا ۔ انہوں نے چند بڑے بڑے ذخیرہ اندوزوں کو پکڑ کر شہر کے چوک میں لے جا کر پھانسی دے دی اور عوام پر یہ ظاہر کر دیا کہ آج کے بعد اگر اس قسم کا کوئی ذخیرہ اندوز یا کوئی سازش چلا کر اس حکومت کو ناکام کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کا حشر بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ان چند ذخیرہ اندوزوں کا کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! آج کے اس بل میں جو سزا دی گئی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے مگر میرے خیال میں ان ذخیرہ اندوزوں اور منافع خوروں کو جو راتوں رات کروڑوں روپے اکٹھے کرکے امیر بننا چاہتے ہیں اور ہمارے قائد سے انہیں ایک ہی دکھ ہے

کہ ہمارا قائد انہیں غریبوں کا خون چوس کر ہر سال ایک نیا کارخانہ نہیں لگانے دیتا اس لیے وہ پی - این - اے کو چندہ دے کر ان کے ساتھ ہڑتالیں کرتے ہیں اور ہنگاموں میں شامل ہو رہے ہیں - اس کا جناب والا ! حل یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کرتے پائے جائیں ان کو برسر عام کوڑے لگائے جائیں تاکہ ان کو پتہ لگے کہ جب عوامی طاقت کو کچلنے کے لئے چند لٹیرے میدان میں آتے ہیں تو عوامی طاقت ان کو کیسے شکست فاش دیتی ہے -

جناب والا ! اس کے علاوہ سیمنٹ اور اینٹوں کا جہاں تک تعلق ہے تو میں ایک ایسے ضلع سے تعلق رکھتی ہوں جہاں برسات کے موسم میں دریائے چناب اور جہلم میرے ضلع کو اپنی طوفانی لہروں کی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور برسات کے موسم میں ضلع جھنگ میں سیمنٹ اور اینٹوں کے بھاؤ آسمان سے باتیں کرنے لگتے ہیں - اس کا ایک طریقہ ہے کہ بریکس مینوفیکچرز پلانٹ ایسے اضلاع میں لگائے جائیں جو سیلاب کی زد میں ہوں - اس طرح کے حکومت جو اقدام کر رہی ہے وہ بالکل صحیح ہیں اور وہ وقت کا ایک اہم تقاضا ہیں کہ قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے - ہماری حکومت کا اولین فرض تھا - عوام کے عام ووٹوں سے منتخب ہو کر برسر اقتدار آنے والا وزیر اعظم اپنے عوام کی مشکلات بخوبی واقف ہوتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس کے عوام کیا چاہتے ہیں - مہنگائی سے جو قیمتیں چڑھتی ہیں تو اس سے ایک خاتون خانہ جتنی متاثر ہوتی ہے میں سمجھتی ہوں کہ اتنے مرد حضرات بھی نہیں ہوتے کیونکہ سارا خرچ اور بجٹ عورت نے ہی چلانا ہوتا ہے - میرے خیال میں قیمتیں اگر زیادہ ہوں گے تو ہم خواتین زیادہ متاثر ہوں گی - ویسے تو ہم اپنے حالات کے مطابق سوچ سمجھ کر اپنے گھروں کا خرچ چلاتی ہیں لیکن اگر قیمتوں پر کنٹرول ہو تو شاید عوام کے لئے یہ سہولت پیدا ہو سکے اور عوام اس پارٹی کو زیادہ قدر اور وقعت کی نگاہ سے دیکھ سکتے ہیں - ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی پر زور تائید اور حمایت کرتی ہوں - شکریہ -

Mr. Deputy Chairman : She was the last speaker on the list.

Mian Mohammad Iqbal : No, Sir.

Mr. Deputy Chairman : Yes, Mian Iqbal ?

میاں محمد اقبال : جناب چیئرمین ! میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا ۔ ایک دو بنیادی باتوں کے متعلق عرض کروں گا ۔ نمبر ایک بات تو یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں جب قیمتیں کنٹرول ہوتی ہیں تو اس بات کا زیادہ امکان ہوتا ہے کہ چیزیں مارکیٹ سے غائب ہو جائیں گی ۔

جناب مسعود احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : فرمائیے ؟

جناب مسعود احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ہے یا نہیں ہے بحرحال یہ عوامی قیادت ہے عوامی حکومت ہے ۔ سرمایہ داروں کا دور نہیں ہے ۔

میاں محمد اقبال : میرے خیال میں آنریبل ممبر کا اس نظریاتی بحث میں پڑنے کا ارادہ نہیں ہے ۔ پیپلز پارٹی کی عوامی حکومت سرمایہ دارانہ نظام کو بتدریج ختم کرنا چاہتی ہے ۔ ابھی سرمانہ دارانہ دور کا خاتمہ نہیں ہوا ۔ میں جناب چیئرمین کی وساطت سے ان کے علم میں اتنی بات لانا چاہتا ہوں کہ سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ نہیں ہوا اور عوام کے قائد اسی کوشش میں ہیں ، اسی جدوجہد میں ہیں کہ اس نظام کا بتدریج خاتمہ کیا جائے ۔ چنانچہ جناب چیئرمین ، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ باوجود ان خطرات اور خدشات کے ، عوامی حکومت نے ضروریات زندگی کی چیزوں کی قیمتوں پر کنٹرول کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اور اس مقصد کے لیے اچھے ارادے اور اچھی نیت کے ساتھ یہ بل ایوان میں پیش کیا گیا ہے ، جناب والا ! جیسا کہ میرے دوستوں نے اس کی حمایت کی ہے ، میں بھی چند گزارشات کے ساتھ اس کی حمایت کرتا ہوں ۔ ضروریات زندگی کی چیزوں میں چند چیزیں ایسی ہیں جن پر ماضی میں بھی کنٹرول کیا جاتا رہا ہے اور ان میں اس کی وجہ سے ملاوٹ کے امکانات زیادہ ہوتے رہے ہیں ۔ مثلاً چائے ہے ، دودھ ہے ، چٹنی ہے ، دالیں ہیں ، سرخ مرچ ہے اور مصالحے ہیں ، وغیرہ وغیرہ ۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو امیر طبقہ مہنگے داموں پر بھی خالص ، مخصوص جگہوں سے خرید سکتا ہے ۔

لیکن غریب طبقہ جس کے پاس پیسے نہیں ہیں ، ذرائع نہیں ہیں وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کو سستی چیزیں ملیں - اور جب قیمتوں پر کنٹرول ہوتا ہے تو کاروباری لوگ نچلے طبقے کے لوگوں کو گاھک بنانے کے لیے اور اپنی چیزیں زیادہ سے ذیادہ بھیجنے کے لئے اور خاص طور پر کنٹرولڈ قیمتوں پر چیزیں فروخت کرنے کے لیے دوسرے طریقے سے زیادہ منافع کمانے کی کوشش کرتے ہیں یعنی وہ چیزوں میں ملاوٹ کرتا ہے - بجائے اس کے وہ خالص چیزوں کو زیادہ قیمتوں پر ، بلیک مارکیٹ میں فروخت کرکے خطرات اور خدشات مول لے ، وہ کوشش کرتا ہے کہ چیزوں میں ملاوٹ کرکے چیزیں مقررہ قیمتوں پر فروخت کرے اور اس سے اتنا ھی منافع کمانے کی کوشش کرتا ہے جتنا منافع اسے بلیک مارکیٹ میں فروخت کرنے سے حاصل ہوتا ہے - اس طرح امیر طبقے کو تو ملاوٹ شدہ چیزیں نہیں ملتیں اور وہ اس سے زیادہ نقصان نہیں اٹھاتا کیونکہ وہ مہنگے داموں پر بلیک میں بھی خالص چیزیں حاصل کرلیتا ہے - لیکن جو غریب آدمی ہے ، جن کی آبادی نوے فیصدی یا پچانوے فیصدی ہے ان کا رحجان مجبوراً سستی چیزوں کی طرف ہوتا ہے اور وہ بغیر اس چیز کی پرواہ کیے کہ یہ چیزیں کھانے پینے سے اس کی صحت متاثر ہوگی ، سستی چیزیں خرید لیتا ہے - وہ ان باتوں کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا سوائے اس کے کہ موجودہ قلیل رقم سے زیادہ سے زیادہ ضروریات زندگی کی چیزیں حاصل ہوجائیں لہذا جہاں یہ قانون پاس کیا جارہا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء پر کنٹرول ہو وہاں اس بات کا بھی لحاظ رکھا جائے - چونکہ متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں اور ان کی بجائے جو دوسرے وزیر صاحب آئے تھے وہ بھی موجود نہیں ہیں - اس لیے اب جو پھنستے ہیں تو وہ محترم وزیر قانون صاحب ھی ہیں اور ہر قانون کے بارے میں انہی کو جواب دینا پڑتا ہے چونکہ ملاوٹ کے متعلق موجودہ قانون موثر نہیں ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ایشورینس گورنمنٹ کے لئے کافی ہوگی کہ اس بات کا باقاعدہ نوٹس لیا جائے گا اور ملاوٹ کے انسداد کے لیے کوئی سخت قسم کا بل منظور کیا جائے گا - میں سمجھتا ہوں کہ ملاوٹ کو دیکھنے کی لیبارٹریز ہر ڈسٹرکٹ میں ہونی چائیں - اور ایک یا دو دن کے اندر مشتبہ ملاوٹ شدہ اشیاء کی جانچ پڑتال کا نتیجہ آکر فیصلہ ہو جانا چاھئے - جو ممالک اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہلاتے ہیں وہاں کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ کرکے لوگوں کی

[Mian Mohammad Iqbal]

زندگیوں سے کھیلنا سب سے گھناؤنا جرم تصور کیا جاتا ہے - میں اس بل کی حمایت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ یہ ایک بہت خطرناک رجحان کی صورت اختیار کرسکتی ہے ، یہ کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق جو کنٹرول کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ جو دوسری چیزوں پر کنٹرول کیا گیا ہے - اس سے متعلق جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا کہ ایمپلیمنٹنگ مشینری پر بھی خاص طور پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کو ناجائز قسم کی مشکلات اس بل کے بعد پیش نہ آئیں - میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - قاضی فیض الحق -

قاضی فیض الحق : جناب چیئرمین ! میں بہت مختصر الفاظ میں بات کروں گا - اس بل کی حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ آنریبل ممبرز نے اپنی تقاریر میں ، اس بل کے متعلق جو نکات اٹھائے ہیں ان سے بھی میں اتفاق کرتا ہوں - مجھے افسوس ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے ورنہ ان کے علم میں براہ راست وہ خدشات لائے جاتے جو معزز اراکین نے کنٹرول کے متعلق یہاں پیش کیے ہیں - بہر حال وزیر قانون صاحب تو تشریف رکھتے ہیں وہ ان تک یہ خدشات اور نکات دیں گے جو معزز اراکین نے بیان کیے ہیں جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک بہترین قدم اٹھایا گیا ہے اور ایک ایسے وقت میں جب کہ سرمایہ داروں ، منافع خوروں اور ذخیرہ اندوزوں نے ایک سکیم کے تحت ، ایک سازش کے تحت موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے فوراً بعد ذخیرہ اندوزی کرکے قیمتوں کو آسمان پر چڑھایا اور اس طرح اس بات کو ایک ایشو بنانے کی کوشش کی - ویسے جب عوامی حکومت برسر اقتدار آئی تھی اس وقت پاکستان کی اقتصادی حالت کو جو دھچکا لگا تھا اس کے متعلق تمام پاکستانیوں کو علم ہے - حکومت نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی لیکن بدقسمتی سے جو مہنگائی کی طرف رجحان تھا اس کا اثر پاکستان پر پڑنا لازمی تھا - تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا تو اس کی وجہ سے اسینشل کماڈیٹیز اور ٹرینسپورٹیشن ، سب پر اثر پڑا ہے - یہ مہنگائی حکومت کے اختیار سے باہر تھی لیکن حکومت نے پھر بھی بڑے اچھے طریقے سے اسینشل کماڈیٹیز کا نقصان اپنی طرف سے برداشت کرکے ، وہ نقصان جو

پٹرول میں ہوا ، گندم میں ہوا اور اسی طرح کی چیزوں میں ہوا ، قیمتوں کو بہت زیادہ نہ چڑھنے دیا ۔ حکومت نے کوشش یہ کی کہ قیمتیں غریب آدمی کی استطاعت سے باہر نہ ہو جائیں ۔ اس کے علاوہ مہنگائی کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت نے اجرتوں میں اضافہ کیا تھا ، تنخواہوں میں اضافہ کیا لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ اس امر کی نشاندھی کروں گا جس طرح کہ میرے دوست سردار اسلم صاحب نے فرمایا ہے کہ لاء ایمپلیمنٹنگ ایجنسیاں جو ہیں انہیں مؤثر اور ایماندار ہونا چاہیے ۔ یہ قانون اپنی جگہ پر بہترین قانون ہے ۔ اس سے پہلے بھی ایسینشل کماڈیٹیز ایکٹ تھا لیکن اس کے ہوتے ہوئے بھی قوم کو مختلف وقتوں میں ان ذخیرہ اندوزوں اور منافع خوروں کی وجہ سے کافی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا ۔

جیسے انہوں نے سیمنٹ کی مثال دی ، چینی کی مثال دی ۔ یہ چیزیں پہلے ہی کنٹرولڈ آئیٹم تھیں مگر وہ بلیک مارکیٹ میں فروخت ہوتی رہیں ۔ ان وجوہات کو دیکھا جائے کہ کس وجہ سے اسپر عمل نہیں کیا گیا اور عوام کو ان تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ۔ دوسری طرف یہ جو ایک معزز سنیٹر نے کہا ہے کہ کنٹرول کرنے سے کسی چیز کے حصول میں آسانی نہیں ہوجاتی بلکہ اس کی اور ذخیرہ اندوزی شروع ہو جاتی ہے ۔ اس کے مقابلے میں ماضی میں جس کسی آئیٹم پر ، جن کموڈٹیز پر کنٹرول اٹھایا گیا ہے ، مقابلہ کے لیے مارکیٹ میں ان کو چھوڑدیا گیا تو اس کی قیمتیں گرگئیں ۔ جناب والا ! میں فروٹ کی مثال دیتا ہوں ۔ اس سلسلے میں مالٹے کی مثال دیتا ہوں کہ مالٹے کی ایکسپورٹ کی جاتی ہے ، پیاز کی ایکسپورٹ کی جاتی ہے آلو کی ایکسپورٹ کی جاتی ہے اور اس ایکسپورٹ کی وجہ سے ان کے اتنے دام چڑھ گئے ہیں کہ ان کا حصول اور استعمال کسی آدمی کے بس سے باہر ہوگیا ہے ۔ پیاز پہلے بلوچستان میں دو یا چار آنے کے حساب سے بکتا تھا اور اب اس کی قیمت ۴ روپے سیر سے لے کر ۵ روپے سیر تک پہنچ گئی ہے ۔ اسی طرح حالانکہ مالٹا گورنمنٹ کی ایکسپورٹ پالیسی میں نہیں ہے لیکن پرمٹ پھر بھی اس طرح کے ایشو کیے جاتے ہیں کہ مالٹے کے ۱۰۰/۱۵۰ ٹرک ، کوئٹہ کی مارکیٹ سے ایران جاتے ہیں ۔ اس سے یک طرف اگرچہ کسی شخص یا اشخاص کو فائدہ پہنچتا ہے تو دوسری طرف مارکیٹ میں فروٹ بالکل نایاب ہو جاتا ہے اگر یہ مارکیٹ میں ملتا بھی ہے تو بہت ہی مہنگا ملتا ہے ۔

[Qazi Faizul Haque]

اسی طرح جناب والا ! شیڈول میں جلانے کی لکڑی بھی شامل ہے - بلوچستان میں جنگلات نہیں ہے اس لیے وہاں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے لکڑی کی ضروریات کا دارو مدار سندھ پر ہے - اس قسم کی ساری لکڑی سندھ سے جاتی ہے اس لیے اس چیز کا خاص کر خیال رکھا جائے کہ اگر وہاں اس پر کنٹرول ہوتا ہے تو اس کا ایسا سسٹم مقرر کیا جائے کہ سندھ سے بلوچستان کو ضروریات کے مطابق لکڑی ملے -

اس کا کوئٹہ لوگوں کی ضرورت کے مطابق مقرر نہ کیا گیا تو یہ لکڑی جو وہاں پر پہلے ھی نا یاب ہے اور نا یاب ہو جائے گی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو اس کے کنٹرول ریٹ مقرر کیے جائیں گے لوگ اس سے زیادہ پیسے دے کو بلیک میں خریدنے پر مجبور ہوجائیں کیونکہ یہ چیز ایسنشل کموڈیٹیز میں شامل ہے -

جناب والا ! تیسری بات سزا کے متعلق ہے - جناب والا ! میں اس کے بارے میں عرض کروں گا کہ یہ بہت کم رکھی گئی ہے - جو شخص ذخیرہ اندوزی کرتا ہے ، منافع خوری کرتا ہے اس کو سزا ملنی چاھیے - جناب والا ! پچھلے سالوں میں جب بدقسمتی سے مارشل لاء نافذ ہوا تو ان جرائم کی سزا موت مقرر کی گئی اور پھر یہی ذخیرہ اندوزی یہی منافع خور ڈر کے مارے اپنی تمام چیزوں کو سڑکوں پر پھینکنے کے لیے مجبور ہوگئے تھے ان کو معلوم تھا کہ سزا معمولی نہیں ہے اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ ان کا علاج صرف سخت سزا ہے اور اس لیے ان کو بڑی سخت سزا دی جائے تاکہ یہ عوام دشمن پھر کبھی ایسی جرات نہ کرسکیں کہ وہ عوام کی زندگیوں سے کھیلیں اور ان کی تکالیف میں مبتلا کریں - ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی پرزور تائید کرتا ہوں اور حمایت کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - یس - محمد سلیم -

جناب محمد سلیم خان : حالیہ انتخابات ......

Mr. S. M. Masud : Point of information, Sir.

Is his speech also included in the essential commodities ?

جناب محمد سلیم خان : جناب والا ! حالیہ انتخابات میں حزب اختلاف ہے، پی این اے نے پاکستان کے باشعور عوام کو گمراہ کرنے کے لئے یہ نعرہ دیا تھا کہ وہ قیمتوں کو ۱۹۷۰ کی سطح پر لے جائیں گے ۔ جناب والا ! قیمتوں کا تعین معاشیات کے کچھ اصول ہوتے ہیں ۔ پی این اے کے لوگوں نے پاکستان کے لوگوں کو یہ نہ بتایا تھا کہ ان کے پاس کونسی جادو کی چھڑی ہے یا یہ کون سے طریقے پر چل کر کون سے اصول پر چل کر ، کون سے ذرائع کے ذریعے قیمتوں کو ۱۹۷۰ء کی سطح پر لے جائیں گے ۔ اور جب کہ پاکستان کے باشعور عوام ان کے گمراہ کن نعروں میں نہیں آئے اور پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی گئی ہے تو انہوں نے اس کے بالکل متضاد اس قسم کی روایات اختیار کیں اور اس قسم کے طریقے اختیار کئے ہیں کہ وہ پاکستان میں غریب لوگوں کے لئے مسائل در مسائل ، مشکلات در مشکلات میں اضافہ کرنے کا باعث بنے ۔ یہ انہی کی تحریک کا نتیجہ ہے، انہی کے سپورٹروں کا نتیجہ ہے کہ ملک میں ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ ذخیرہ اندوزی کرکے عوام کی ضروری اشیاء سے محروم کردیا گیا ہے اس لیے حکومت اس بات پر مجبور ہو گئی ہے کہ اس قانون کے ذریعے ذخیرہ اندوزوں اور منافع خوروں کا سدباب کرے اور ان کو سخت سے سخت سزا دے ۔ جناب والا ! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ معیشت میں بہت سارے اصول قیمتوں کا تعین کرتے ہیں تو سپلائی ، رسد اور پیدا وار کے علاوہ یہ فیکٹر ، یہ عنصر بھی اس میں شامل ہوتا ہے کہ کچھ پیسے والے لوگ اپنے ذاتی مفاد کے لئے ، اپنے ذاتی مفادات کے لیے اور اپنا ذاتی فائدہ حاصل کرنے کے لیے ایسی ضروری چیزوں کو ، جن کی کمی نہیں ہوتی ہے ، ایک مصنوعی قلت پیدا کرنے کے لئے مارکیٹ سے خرید لیتے ہیں اور خرید کر ان کو اپنے کالے گوداموں میں بند کردیتے ہیں اور اس طرح ضرورت مندوں کو ان اشیا سے محروم رکھا جاتا ہے ۔ یہ جو مصنوعی قلت پیدا کی جاتی ہے اس سے وہ قیمتوں میں اضافہ کے اسباب پیدا کرتے ہیں ۔ سٹور کرنے کے بعد یہ اشیاء بھی لوگ آہستہ آہستہ مارکیٹ میں لاتے ہیں اور اپنی من پسند قیمتیں اپنی خواہش کے مطابق مقرر کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ قیمتیں حاصل کرتے ہیں اور یہ بات اس ملک کے غریب لوگوں کے لیے ، محنت کشوں کے لیے مزدوروں کے لئے پریشانی کا سبب بنتے ہیں تو دوسری طرف ان چیزوں کے پیدا کرنے والوں کے لئے بھی ، محنت کشوں مزدوروں اور ہاریوں کے لیے یہی لوگ پریشانی کا سبب بنتے ہیں ۔ جناب والا ! جب

[Mr. Mohammad Salim Khan]

کسان فصل پیدا کرتے ہیں اور جب فصل مارکیٹ میں آتی ہے تو سستے داموں یہی لوگ ان سے خرید کر اپنے گوداموں میں بند کردیتے ہیں - پھر ان اشیا کو مارکیٹ میں آہستہ آہستہ دوبارہ لاتے ہیں اس سے ناجائز نفع کماتے ہیں یہ بات قابل ستائش ہے حکومت اس ناجائز کاروبار ، اس ناجائز منافع کو روکنے کے لئے یہ قانون بنا رہی ہے اور یہ کوشش کررہی ہے کہ جو غیر انسانی نا جائز طریقے ، غیر شرعی طریقے ، غیر مہذب طریقے منافع خوری کے لیے استعمال ہوتے ہیں ، لوگوں کو لوٹا جاتا ہے ، اس کا سدباب کیا جائے - حکومت نے یہ ایک مستحسن قدم اٹھایا ہے-

جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ ماضی میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اس کے بارے میں بہت سارے دوستوں نے کہا ہے کہ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ بلیک مارکیٹنگ صرف بڑے بڑے تاجر ، اور آڑھتی کرتے ہیں لیکن پرائس کنٹرول کمیٹیوں کا جو عملہ ہوتا ہے وہ ریٹیلروں کے پاس جاکر ان کی چیکنگ کرتا ہے حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہوتا ہے - ہم قیمتوں کا تعین کرتے ہیں کہ فلاں چیز فلاں قیمت پر ملے گی یا بکے گی تو پرائس کنٹرول کمیٹیوں کا عملہ انہی مقرر شدہ قیمتوں کے مطابق ریٹیلروں کی دکانوں پر چھاپے مارے گی کہ دال کی قیمت ۴ روپے سیر مقرر کی گئی ہے اور آپ نے ۵ روپے سیر کے حساب سے اس کی فروخت کی ہے - لہذا تمہیں جرمانہ کیا جاتا ہے اور تمہارا چالان کر دیا جاتا ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ آڑھتی جو ہوتے ہیں وہ ان کو دال ۶ روپے سیر کے حساب سے دیتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ریٹیلر جو ہے وہ اس چیز کو اپنی دکان میں رکھتا ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے بھی خریداروں کو پریشانی ہوتی ہے اور تنگی ہوتی ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بلیک مارکیٹر کا ، سیلر کا محاسبہ کریں جو در حقیقت ان چیزوں کی قلت پیدا کرتے ہیں اور بلیک مارکیٹنگ کرتے ہیں - اس لئے چھوٹے پرچون فروش جو ہیں ان کو ان کو اس قانون سے مستثنی قرار دیا جائے اور ان کو نہ پکڑا جائے جب ہم اس بات کا یقین کرلیں کہ ہول سیلر نے یہ چیز اتنے داموں پر فروخت کی ہے اور ریٹیلر نے یہ چیز اتنے داموں پر فروخت کی ہے لیکن اگر ہول سیلر سے اسے ایک

چیز مہنگی ملتی ہے تو ظاہر ہے کہ ریٹیار بھی اس کو مہنگے داموں فروخت کرے گا ۔

جناب والا ! ان تجاویز کے ساتھ میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں اور تائید کرتا ہوں ۔

Mr. Deputy Chairman : Mr. Ghulam Hussain Abbasi.

Mr. Gulam Hussain : Mr. Chairman, Sir, while supporting the Bill I would invite the attention of this honourable House to section 7 penalties.

Much has been said in favour of the proposition that the penalties proposed are very ordinary. They should be heavier in order to scare those people who indulge in these anti-social activities of hoarding and charging exorbitant prices. In order to explain my point, I will only give two illustrations. Some years back one of our friendly countries got annoyed with Pakistan for the reason that Pakistan had contracted to purchase sugar from a country which was unfriendly to that friendly country We were told that we should cancel the deal. It was in our interes not to cancel the deal The result was that the friendly country asked another country to purchase the entire stock from the conntry, from which we were purchasing the Sugar by offering more than what we had contracted to pay. The result was that our deal with that country was cancelled for the reason that the price which we had offered was far less than the price which they were being offered. So, this racket is not only restricted within the limits of our country but this is an international racket. Therefore, few years of punishment could be tolerable for a person who could manage to live more comfortably in Jail but swallow the profits rather than to submit to the moral order of maintaining the prices.

The other illustration which is also very famous, and I think honourable Law Minister can easily recall it was a case in an English court where evidence of a particular person, who was involved in a situation like the one which is under discussion, was supposed to attend the court on a particular day. If he had attended the court for giving evidence on that day the decision of the case might have come quicker than what he would have otherwise expected and to his detriment. He arran ged with a doctor to have his appendicitis removed although he was notpsuffering from any such disease. The doctor gave a certificate that if os eration, was not undertaken very soon, there was likelihood of that person's death. By that method he gained three weeks' time and in those three week's time he made more than millions in profit at the cost of losing the appendicitis which otherwise quite healthy may not be necessary for a healthy life. So, these illustrations will show that the period of three years for a person who is likely to make a profit of millions would be welcomed by him, because he will get reprieve for about nine months. By remaining in jail for two years and three months with all the facilities would make no difference for him if he has enriched himself enormously.

[Mr. Gulam Hussain]

I would therefore, very respectfully submit that the Government should consider to enhance the period of punishment to at least ten years and some other more effective method of forfeiture of the property of that person. Only then there would be an effective check. Otherwise the entire spirit of the Bill will be frustrated by these die-hards who are out to make money at the cost of poor people in the country. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairmau : Thank You. Now, I think the Law Minister Mr. S.M. Masud might explain the provisions of the Bill.

Mr. S.M. Masud : Mr. Chairman, Sir, a number of points have been raised by the honourable Members. In fact, there are two aspects of the discussion which has taken place in this august House. Firstly, it is in respect of the implementation of the law and second is in respect of certain clauses which it appears were not explained and the present law was not compared with the earlier law which was in existence.

Sir, I was quite amused from the discussion in which some of the honourable Members had entered in this House. This law is primarily to control the hoarding and blackmarketing and one honourable Member said we are not living in a capitalist society. Is hoarding a reflection or a part of the capitalist society or the other system ? I have yet to learn about it because to my mind hoarding primarily arises out of the capitalist society and all the evils of the capitalist system will continue unless and until we achieve our goals. Sir, as long as the system is continuing, I would say that we have to control through certain measures and that can be through the legislation. I know in our seciety the laws are not properly implemented and people get escaped as Mr. Abbasi was pointing out.

(At this stage the Chair was occupied by Mr. Chairman)

Mr. S. M. Masud : Perhaps he will be remembering one of the Italian films in which a lady saved herself by givinig birth to a child every year and not going to the prison and having more than six or seven children. If that is the intention then anybody can escape from the clutches of the law but, Sir, I would submit that in this law there are a lot of changes which have been made from the previous law.

Firstly you will find the emphasis in the Schedule is in respect of essential commodities which are needed for the common man and ultimately if the price is controlled then we can have proper objectives in the nature of more production. If you talk about more houses, as the honourable Member from Karachi Mr. Mahmood was pointing out that we have to give incentives because to my mind incentive oriented society is also a capitalist society ; but if we have to have more houses then the basic requirement for the construction of the houses will have to be controlled so that the prices are under a particular level and so that more houses could be built. In this bill the emphasis is on such things which

can raise the production in the country. The Schedule as you will find, Sir, includes what is needed by the common man. It does not include only the items which are the Pakistani items but it als includes imported goods so that the imported goods can also be controlled and the prices could be kept at a particular level.

We have tried in this bill to enhance the sentences which were not there in the earlier legislation. You will find that the ratio of the fine has been increased to a much larger extent than it was in the earlier legislation. In this Bill you will find that the penalty in the nature of fine can go up to one lakh rupees. It is not a less amount, Sir, if we keep the conditions of our country in view. The earlier laws were not deterrent to that extent which we have tried to do in this. You will also find that if a person is guilty of the same offence second time, then the minimum punishment has been provided in clause 7 proviso which says :

> "Provided that, if a person convicted for an offence punishable under this sub-section is again convicted for such offence, the term of imprisonment awarded to him shall not be less than one year."

So, I feel that the deterrent punishments which have been provided in this Bill will result in the proper achievement of the objectives which through this Bill we want to achieve,

Sir, you will find that not only the penalties have been increased but also the laws have been made cognizable. Earlier, the laws could only be taken congnizance of by the court if the complaint was made by the public servants. But now according to the law, as has been put through this Bill, the offence will be cognizable. We have also provided for the summary trial of the offences which are committed. I think that probably this escaped the notice of some honourable Members of this House because we have provided in this law the summary provisions which you find in Clause 11. It reads ;

> "11. Power to try offences summarily. Offences punishable under this Act shall be tried by a Magistrate of the first class who may, if so empowered, try lhe same in thc manner provided in sections 262 to 265 of the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898)".

It relates to the summary provisions as given in the Code of Criminal Procedure. Sir, I think that should also be considered that this is an improvement on the earlier legislation. You will also notice, Sir, that there is a power with the Government to change the Schedule. Time and again, as the requirements may be that certain items may have to be excluded and certain items may have to be included. That power is also given in this Bill under Clause 12. It reads :

> "12. Power to amend Schedule.- The Federal Government may, by notification in official Gazette, amend the Schedule

[Mr. S. M. Masud]

so as to add to, or omit from it any commodity or class of commodities".

Sir, the other doubts which were being raised by some of the Members that the stock holders generally supply commodities at higher prices. That point has been taken notice of in this Bill in clause 6 (3). It reads :

"Every dealer, or producer shall supply to the Controller-General such information regarding the production, importation, purchase, stock sale or distribution of any of the essential commodities as the Controller-General may, by an order in writing or by a notified order, require".

So, that aspect has also been taken into consideration. Another change which has been made in this law is clause 9. There are some offences which used to be committed only by registered firms and the corporations. Now we have included in this Bill even those associations of individuals which are not registered bodies as well as those persons if they are also committing the offences They have also been brought under this law. So, I am sure that by this legislation will be able to control the rising prices, But I may again revert to say that we cannot simply say that by this legislation everything will come to a perfect order and the prices will be controlled. A point was raised that the tea is not available in the market. I was told by one of the learned Senators that tea price in the international market, even in Ceylon has gone up to more than 20 rupees per pound. In Ceylon, which is the tea growiug area, the price has gone up to 20 rupees per pound. In Pakistan this the item which is entirely imported. So, these things have to be checked and looked into. I am sure that by this legislation we will be able to keep the prices under a particular control. It may not completely eliminate the menace but I am sure that it will achieve the results as are desirable by the Government and the people.

Sir, in the recent past, you are aware that the people belonging to the vested classes tried to raise the prices of one commodity and the other commodity by hoarding and in this manner they tried to bring a bad name to the Government. This will centinue, Sir, unless the vested class continues in this country, these attempts will be made time and again. I was surprised to know that PNA in the recent agitation have opened certain shops in which they are providing the essential commodities at a subsidised rate. A lot of money is pouring into this country and these shops are being opened just to defame the Government. These tactics will continue as the honourable lady Senator was pointing out about the conditions of Chile. Almost the sam conditions we are facing in this country because the revolution is being brought in this country through a democratic process. In the democratic process, if the revolution is brought, then these classes will always try to frustrate the forces of the revolution. But if the nation is united, they know that the ultimate objectives or the doal by which we have to bring the society free from all kinds of exploitation, then I think we will be able to achieve our

objectives and this country can progress. Thank you, Mr. Chairman, Sir.

Mr. Chairman : Thank you.

Now, I will put the question to the House.

The question before the House is :

"That the Bill to provide for price control and prevention of profiteering and hoarding [The Price Control and Prevention Profiteering and Hoarding Bill, 1977], as passed by the National Assembly, be taken into consideration''.

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : The motion is carried.

Now, we taeke up clause by clause consideration of the Bill.

There is no amendment to Clause 2.

So, the question before the House is :

"That Clause 2 forms part of the Bill",

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : She motion is carried. There is an amendment to Clause 3 by Mr. Wali Mohammad Khan. Yes, Mr. Wali Mohammad Khan, you can move your motion.

جناب ولی محمد خان : جناب والا ! جناب وزیر قانون نے اس ایوان میں بحث ہونے کے بعد تفصیل سے اس بل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ مجھے ان کے خیالات سے پورا اتفاق ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بل جو اس ایوان کے سامنے پیش ہے یہ ایک جامع بل ہے اور میں نے جو ترمیمیں پیش کی ہیں میں اس سلسلے میں تمام ترمیموں کے متعلق متفقہ طور پر کچھ عرض کرنے کے بعد اور جناب وزیر قانون کے خیالات سننے کے بعد یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ اپنی تمام ترمیمیں واپس لے لوں جناب والا ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : ترامیم واپس لے لی ہیں تو پھر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ترامیم واپس لے لی ہیں تو پھر معاملہ صاف ہو گیا ۔

[Mr. Chairman]

If all the amendments are withdrawn, then we can put all the clauses together. There are 16 Clauses except No. 1 and No. 2. Clause 2 has already been carried. So, I will put all the clauses with exception of Clause 1 together in the form of a motion before the House.

First the question before the House is :

"That all Clauses from 3 to 16, both inclusive, form part of the Bill".

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : All the Clauses from No. 3 to No 16, both inclusive, form part of the Bill,

Now, we come to Schedule.

The question before the House is :

"That Schedule forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Schedule forms part of the Bill.

Last question.

The question before the House is :

"That Clause 1, Preamble, and Title form part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Clause 1 'Preamble and Title form part of the Bill. Now, I think you can safely move to last reading. Item No. 3.

Mr. S. M. Mausd : Mr. Chairman, Sir, I beg to move :

"That the Bill to provide for price control and prevention of profiteering and hoarding [The Price Control and Prevention and Hoarding Bill, 1977], be passed."

Mr. Chairman : The motion made is :

"That the Bill to provide for price control and prevention of profiteering and hoarding [The Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding Bill, 1977], be passed."

Mr. S. M. Masud : Sir, I have nothing to add.

Mr Chairman : I think, you had elaborate discussion on the Bill particularly your last explanation is sufficient. There is hardly anything more to say. Mr. Kamal Azfar, you have been usually silent in this session.

Mr. Kamal Azfar : I spoke on two Bills when you were not in the Chair.

Mr. Chairman : I was absent. So, any gentleman who is desirous of saying anything ? Mr. Wali Mohammad Khan, do you want to say anything ?

جناب ولی محمد خاں : جناب چیئرمین ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ میں نے جو ترمیم پیش کی تھی وہ واپس لے لی ہے اس لئے اب میں اس بل کی بعض شقوں کی جانب محترم وزیر قانون صاحب کی توجہ مبذول کراؤں گا ۔ کلاز ۳ (۲) پیرا سی میں پرمٹ یا لائسنسوں کے اجراء کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! اس پیرا کی وجہ سے ذخیرہ اندوزی ، بلیک مارکیٹنگ ، سمگلنگ اور چور بازاری کی بنیاد پڑتی ہے ۔ کیونکہ جناب والا ! مجھے - - -

جناب چیئرمین : میں خود سمجھنے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ نے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ کلاز ۳ (۲) پیرا سی کو حذف کر دیا جائے ۔ اس ترمیم کا آپ نے ہمیں نوٹس دیا تھا ۔

جناب ولی محمد خاں : وہ ترمیم تو میں نے واپس لے لی ہے ۔

جناب چیئرمین : کیا وہ ترمیم واپس لے کر آپ پشیمان ہیں ؟

جناب ولی محمد خاں : پشیمان تو نہیں ہوں لیکن میں صرف ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ ترمیم کیوں پیش کی تھی ۔ اگر وہ اس کے متعلق کچھ سوچ سکیں اور اس بل کی کچھ خامیاں دور کر سکیں تو میں اس بل کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : میں آپ کو روکتا نہیں ہوں ۔ لیکن اگر آپ دو مرحلوں میں سے پہلے مرحلے پر اس طرح کی تقریر کرتے تو پھر آپ کی بات ریلیوینٹ ہوتی ۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ جب آپ نے اپنی ترمیم پیش کر کے واپس لے لی ہے ۔

جناب ولی محمد خاں : جناب والا ! میں ترمیم پر بحث نہیں کر رہا ہوں ، میں اس بل پر بحث نہیں کر رہا ہوں ، اس بل پر بحث کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! ۱۹۷۲ء میں صوبہ سرحد میں جب گڑ کی قیمت گر گئی تھی تو اس وقت فرنٹیئر گورنمنٹ نے گڑ پر پابندی لگا دی کہ گڑ صوبہ پنجاب ' بلوچستان یا سندھ کو نہ جائے ۔ اس پابندی لگنے کے بعد سمگلر بجائے اس کے کہ اٹک کے راستے گڑ لے جاتے انہوں نے تربیلا کے راستے سے گڑ لے جانا شروع کر دیا یا وہ بعض متعلقہ افسران سے مل کر پرمٹ وغیرہ حاصل کر کے ، پرمٹ کے حصول کے لئے رقم دے کر وہ گڑ پنجاب ، سندھ اور بلوچستان میں لے جاتے تھے ۔ بہر حال جب وہاں کے لوگوں نے یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے ذخیرہ اندوزی کر کے وہاں پر بھی گڑ کی قیمت چڑھا دی ۔ اسی طرح بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ یہاں سے گندم ، آٹا ، گھی اور اسی طرح کی دوسری کماڈیٹیز پر جب پابندی لگائی جاتی ہے تو اس سے یہ اثر پڑتا ہے کہ ذخیرہ اندوز ان چیزوں کا ذخیرہ کر لیتے ہیں اور سمگلرز مختلف طریقوں سے ان اسینشل کماڈیٹیز کو دوسرے صوبوں میں لے جاتے ہیں ۔

Mr. Chairman : This point was raised previously. I think, this was thrashed out, this very point, that because of this control the commodities go under ground. They are not available in the market and are being sold in black market.

Mr. S. M. Masud : As matter of fact, he is reversing the gear. Now, that my friend is saying is that the hoarders first hoard commodities and then create scarcity. That is the reason why this Bill is being brought.

Mr. Chairman : I understand. But there is no new point in his speech. I do not see any new point.

He has been a member of the Provincial Assembly and, probably, he is used to that sort of things being done there, in the Provincial Assembly. He finds it difficult to adjust himself to the proceedings and the rules here in the Senate.

جناب ولی محمد خاں ! میں تو آپ کو روکتا نہیں ہوں لیکن اتنی درخواست کروں گا کہ یہ نکتہ جو آپ نے اٹھایا ہے یہ تقریباً ہر ایک مقرر نے ہر ایک رکن نے اپنی تقریر میں اس کا ذکر کیا ہے اس کو کئی دفعہ دھرایا گیا ہے ۔ کوئی خاص بات تو اس میں نہیں ہے ۔ اس کو کئی دفعہ دھرایا گیا ہے ۔ کوئی نیا نکتہ آپ اٹھائیں ۔ میں آپ کو روکتا نہیں ہوں ۔ آپ بیشک کوئی نیا نکتہ اٹھائیں ۔

جناب والا ! اس میں جو سزا تجویز کی گئی ہے اس میں زیادہ سے زیادہ سزا دو تین سال رکھی گئی ہے لیکن کم سے کم کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ۔

جناب چیئرمین : آپ کہتے ہیں کہ کم کر دیں ۔

جناب ولی محمد خان : کیونکہ اس میں اس طرح ہو جاتا ہے کہ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : وہ سب جانتے ہیں آپ بھی جانتے ہیں ۔ میں بھی جانتا ہوں کم سے کم مطلب یہ ہے کہ مجسٹریٹ عدالت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کو لینینسی دے ۔

جناب ولی محمد خان : بعض دفعہ عدالت مجرم کو پانچ روپے جرمانہ پر بھی چھوڑ دیتی ہے ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ لیکن اب اس کا کیا علاج ہے ۔ جب تک آپ ترمیم نہیں پیش کریں گے آپ اس پر بات نہیں کر سکتے ۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ کم سے کم کا بھی تعین ہونا چاہئیے ۔

جناب ولی محمد خان : جناب والا ! محترم وزیر قانون صاحب اس کے لئے حکومت کی جانب سے کوئی ریوائز بل اس ایوان میں پیش کر سکتے ہیں ۔

جناب ایس ایم مسعود : جناب والا ! بات یہ ہے کہ اگر پہلی دفعہ جرم سر زد ہوتا ہے تو اس جرم کی سزا اس میں کم ہوتی ہے لیکن اگر وہی شخص اس جرم کا دوبارہ مرتکب ہوتا ہے تو اس کو ایک سال سے کم سزا نہیں دی جائے گی ۔ اس طرح کم سے کم کا بھی تعین ہو جاتا ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ نے سنا ۔

جناب ولی محمد خان : جی ہاں ۔ جناب والا ! میں نے سنا ۔ لیکن جناب والا ! اگر آپ اس کو پہلی دفعہ چھوڑ دیں گے تو اس کو فرار کا راستہ معلوم ہو جائے گا ۔ اگلی دفعہ بھی وہ اسی طریقے سے ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : اس کو راستہ بھی معلوم ہو جائے گا اور اس کو پھر سزا بھی

[Mr. Chairman]

معلوم ہو جائے گی کہ اس دفعہ سال سے کم سزا پر نہیں چھوٹے گا۔ اس دفعہ تو مجسٹریٹ نے سو روپے جرمانہ کیا ہے اگر پھر چوری کرے گا تو سزا ایک سال سے کم نہیں ہو گی۔

جناب ولی محمد خاں : بہر حال جناب والا میری یہ تجویز ہے ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : آپ تجویز نہیں پیش کر سکتے ولی محمد خاں صاحب ۔ آپ ترمیم پیش کر سکتے ہیں ، کر سکتے تھے اب تو بیچارے وزیر قانون صاحب کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ کہے کہ کم از کم میں مقرر کرتا ہوں ۔

جناب ولی محمد خاں : جناب والا ! میری عرض یہ ہے کہ غریب عوام کے لئے تین چیزوں کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور وہ چیزیں روٹی ، کپڑا اور مکان ہیں ۔ اور میرے خیال میں فوڈ ایکٹ کے تحت آٹے کے کار و بار کو رد کیا گیا ہے لیکن اس بل کے اندر آٹا جیسی اہم چیز جو غریبوں کے لئے ضروری ہے وہ اس بل کے اندر نہیں لائی گئی ہے کیونکہ آٹا جو ہے وہ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : آپ کیا چاہتے ہیں کہ آٹے پر بھی حاوی ہو جائے ؟

جناب ولی محمد خاں : جناب والا ! آٹے کی تمام ملیں قومی ملکیت میں ہیں ۔ وہاں پر بھی سرکاری گوداموں سے تناسب کے حساب سے گندم ملتی ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ کیا چاہتے ہیں کہ اس میں آٹے کو بھی شامل کیا جائے ؟

جناب ولی محمد خاں : آٹے کو بھی اس میں شامل ہونا چاہیئے اور مکان کے لئے جو ضروری آئٹم ہے وہ لکڑی ہے اور لکڑی ایک سو بیس ایک سو تیس روپے مکعب فٹ سے کم پر نہیں ملتی ۔

Mr. S. M. Masud : Point of order.

جناب چیئرمین : جناب ولی محمد خاں ، اگر آپ محسوس نہ کریں ۔ آپ تو صوبائی اسمبلی میں بھی رہ چکے ہیں ۔ اور کئی سال تک رہ چکے ہیں ۔

جناب ولی محمد خان : جی ہاں - رہ چکا ہوں -

جناب چیئرمین : ہاں تو پھر یہی بات ہے - یہاں کا طریقہ کار اور ہے - صوبائی اسمبلی سرحد کا طریقہ کار اور ہے اور سینیٹ کا طریق کار اور ہے - مجھے شک تھا کہ - - -

He has been a member of the Provincial Assembly and, probably, he is used to that sort of things being done there, in the Provincial Assembly. He finds it difficult to adjust himself to the proceedings and the rules here in the Senate.

تو میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ فرما رہے ہیں یہ اس وقت ریلیونٹ نہیں ہے -

جناب ولی محمد خان : ٹھیک ہے جی -

جناب چیئرمین : کسی اور موقع کی تلاش میں آپ رہیں وہ آپ کو مل جائے گا - کسی کوئسچن ، موشن ، ریزولیوشن یا قرار داد پر آپ تقریر کر لیں گے -

جناب ولی محمد خان : جناب والا ! میں نے خود ہی اپنے ہاتھ سے موقع گنوا دیا ہے کہ میں نے ترمیم واپس لے لی ہے - اس لئے میں آپ کے حکم کے مطابق خاموش ہو جاتا ہوں -

جناب چیئرمین : میں نے حکم تو نہیں دیا - میں نے تو رول کی تعمیل کی ہے - حکم کی تعمیل کی ہے -

Mr. Kamal Azfar : I would make a few submissions.

Mr. Chairman : Yes, Mr. Kamal Azfar. You want to say.

Mr. Kamal Azfar : I think that the speeches that have been made to-day reflect the general concern cooperation of the this super House, about the efforts being made by the Government to lower the prices. There are different methods of lowering prices. It is true that incentives to increase of production is a method as well. Stoppage of smuggling is a method. Another method is that the Government itself should take part in trading, open Utility Stores, Fairprice Shops and take other measures to introduce itself in the distrbiution market and become a shopkeeper as a whole, and a fourth method is price control. We all know there are many difficulties attached to this and we cannot take an idialistic position. I think this is a very balanced piece of legislation. Of course the punishments can be more or less, but in fact 90 per cent of

success of this Bill would be in its implementation and we wish the Government every success in the implementant piece of this of legislation. I think Sir, the legislation is balanced. It is one of the several pronged attempts being made to deal with this problem, it is not the only solution. There is no simple solution to the question of prices, but this is one of the various methods, various weapons the Government has in its armoury and in its implementation will lie the scucess of it. Thank you very much.

Mr. Chairman : Thank you .I think the Law Minister has made a note of it. I think no other gentleman wants to speak. Alright. Now I will put the motion to the House. Now the question before the House is :

> "That the Bill to provide for price control and prevention of profiteering and hoardidg [The Price Control and Prevention and Hoarding Bill, 1977], be passed".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : The Bill is passed unanimously.

Gentlemen. I am told that the National Assembly has been adjourned *sine die*, and I do not think there is any business left for the Senate to transact, so, there is no course open for us except to follow the suit, and as you all agree that Senate should be adjourned *sine die* So, the House stands adjourned *sine die*. Thank you.

(The senate then adjourned sine die

LIBRARY